

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
حاملہ مصلحتاً و مسلماً

اما بعد ایک رسالہ موسومہ بہ الاحقاق مسئلہ الطلاق مولفہ جناب مولوی
عبد الوہاب صاحب سرحد دی بہاری کامیری نظر سے گزرا۔ اسنو لکھنے کے بعد
دیکھا کہ محض سب سے جوڑ بخیہ پایا اگرچہ مولف کے اور ان کے ہم خیال حضرات کے یہاں
وہ کچھ ہی ہو مولف نے بڑی دریدہ دہنی اور سبے باکی سے ان بزرگان دین اور
ان کے متبعین پر جو کہ طلاق ثلاثہ واقعہ جلسہ واحدہ کے واحد جہی ہونیکے قائل
عامل و مضمی بین الزام ارتکاب گناہ کبیرہ زنا کا حامل کیا ہے اور ذرا بھی خیال نہیں
کیا کہ یہ بول ہماری کمان تک جا پونجی کمینت آندی تقلید کی مٹی خراب کہ اس کی
اہل تقلید حامل کمان تک پہنچ گئے۔ امان الامان یا حقیقہ اگرچہ اس رسالہ
الاحقاق کے چھپنے کے پہلے ہی اس ناچیز نے ایک بیٹور رسالہ اسی مسئلہ طلاق ثلاثہ
جلد واحدہ کی تحقیق میں جواب رسالہ الثقیات مولفہ مولوی ابوالشکر حسنا
گیلانی جاری کے لکھ چکا ہے اور اس میں غالباً مولوی عبد الوہاب کے اس رسالہ
الاحقاق کا بھی کافی جواب ہے مگر چونکہ اس رسالہ میں بطور خود انھوں نے
سخن سازی کی ہے اور اپنے دانت میں ایک لاجواب رسالہ و تریخیال کیا ہے
بلکہ اس بات کو انھوں نے اپنے بعض شاگردوں سے بیان بھی کیا ہے کہ یہ ایک لاجواب
تخریر ہے ہمارے مخالفین اس کا کیا جواب لکھیں گے خیر اس سے مجھے کوئی بحث نہیں۔

ورواج اُن اشخاص طلاق دہندگان کے استعمال کیا گیا ہے اُن کا یہی دستور
 تھا کہ جب وہ اپنی بی بی کو طلاق دیتے تو ایک طلاق دیکر چھوڑ دیتے اور وہ عورت
 عدت گزارنے لگتی جب عدت پُرنے کو ہوتی تو وہ رجوع کر لیتے پھر کچھ روز
 بے خرخشہ آپس میں اوقات بسر کرتے پھر کچھ روز زلبہ گرے بیٹھتے اور طلاق دیدیتے
 پھر وہ غریب عورت عدت گزارنے لگتی جب عدت پُرنے کو آتی تو پھر رجوع کر لیتے
 اس میں اُن عورتوں پر یوں کا ناک میں دم تھا سخت پریشان تھیں تو اللہ رب العالمین
 نے محض شفقاً علی النساء آیہ اُماری کہ طلاق رجعی جس میں شوہر اس عورت مطاہت
 سے رجوع کر سکتا ہے صرف وہی مرتبہ ہے اگر بعد اس دوسرے کے تیسری مرتبہ
 مع الترائی وملت سبب دستور ورواج اپنے دیگا تو اب وہ عورت اس مرد
 طلاق دہندہ کے لیے بغیر حلالہ کے ہرگز درست نہیں ہوگی اس کو خوب کان
 کھول کر سن لین باقی یہ بات کہ اگر طلاق دہندہ بالارسال یعنی تین طلاق میں
 جن میں ہملت و تراخی نہایت ضروری ہے ایک ہی جلسہ میں بغیر واحدات طلاق
 اُٹھا یا انت طالق انت طالق انت طالق کر کے دے تو ان دونوں صورتوں کی
 حکم سے قرآن پاک ساکت ہے اللہ پاک نے اسمعین کوئی حکم نہیں بیان کیا
 پورا میں بارہ کلام اللہ کا موجود ہے جس کا جی چاہے دیکھ لے مولف الاعتراف
 اس کا انکار کریں تو اس آیت کو جس میں یہ حکم صاف و صریح لفظوں میں ہے بھلا
 اس کے ماننے میں کسی کو عذر کا ہرگز موقع ہوگا ہاں تو بڑھا کہ اُن کہ تم محض
 فقط اپنی چہ میگوئی ان کی تشفی وہ جانب مخالف کو ان کے نہیں ہوگی ان بنی صلی اللہ
 علیہ وسلم نے البتہ ایسی صورت خاص میں حکم واحد رجعی کا نافذ فرمایا ہے جیسا کہ

ہر کس بنخیاں خوش خبطے وارد والا مضمون ہے جو کہ حضرت سلف علیہ الرحمۃ پر انکس
لب کشائی کی ہے اور ان کی شان ارفع میں ناگفتہ بہ الفاظ استعمال کئے ہیں بنابر
بنخیاں حدیث النصرا خاک ظالما و مظلوما اس رسالہ اظہار الشقاق لمواصف
الاحقاق کی تحریر کی طرف توجہ کی گئی کہ بیچارے ناواقف لوگ ان کی اس تحریر سے
دھوکہ کین آکر ان کی ہی ایسی نہ گلے لگیں اور اپنی عاقبت ہفت ہر باؤ کریں واثقی
اے اللہ علیہ تو کلت والیہ اُنیب اور ان کے قول کو قول اور اپنے جواب کو قول کہے
لکھتا ہوں قولہ ۲ صورت مسئلہ عسائین تین طلاق مغلطہ واقع ہوں گی جس کا
حکم یہ ہے کہ وہ عورت بغیر طالار کے زوج اول کے عقد نکاح میں نہیں آسکتی ہے
دلیل اس بات پر عموم آیت قرآنیہ ہے قَالَ اللَّهُ تَعَالَى الطَّلَاقُ مَرَّتَانِ
الایہ اقول صورت مسئلہ عسائین طلاق ثلاثہ واقعہ جلسہ واحدہ مغلطہ نہیں
واقع ہوگی بلکہ واحدہ ہی واقع ہوگی مؤلف صاحب نے محض تابعی سے اپنے
مذہب کے مغلطہ ہونے کا فتویٰ لکھا ہے آیت قرآنیہ الطَّلَاقُ مَرَّتَانِ کے
دعویٰ کی ہرگز وہر آئینہ دلیل نہیں ہو سکتی اس واسطے کہ آیت شریفہ سے صاف معلوم
ہو تا ہے کہ ایقاع طلاق میں مہلت و تراخی بین الطلاقین نہایت ضروری امر ہے
جیسا کہ جناب باری عز اسمہ لفظ مَرَّتَانِ کو استعمال فرمایا اور یہ حسب دستور

عمل لہ اور لفظ مَرَّتَانِ کا مہلت و تراخی ہی کے موقع میں استعمال کیا جاتا ہے اُنکی تہاوت خود قرآن پاک میں کئی جگہ موجود ہے جو بخیر اُنکے
ایک جگہ ہے یَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقْرَءُوا لَیْسَ بِکُمْ مَلَکٌ اَلِیَا کُہُ الدِّیْنِ لَمْ یَسْلُکُوا لِحِلْمِ مَلَکِ تِلْکَ مَرَّتَانِ (۱) اور قبل
مسووقہ (۲) میں تَصَوُّفٌ تَقَاکُمُ الطَّیِّبَاتِ (۳) میں لَعْدُ مَلُوءَ الْعَسَاءِ تِلْکَ عَوْدَ لَکُمُہُ فِیْہِمْ وَتَوَلَّوْا
راہی صاف موجود ہے اسکا انکار ایک بیاری امر کا انکار ہے اور علیرضہ بھی جی نے بھی تہاوت کا یہی بیان کیا ہے جو مزید وہ فرماتے
ہیں معاذہ الطریق الشرع طلیق بعد فطریق علی التہاوت دون الجمع ولا سال حوۃ واحدہ ولہ مردہ مالہ فی التہاوت
وصلہ قولہ تعالیٰ اَصْحَابُ الْمَرْکُزِ ہِیَ کِتَابِ اِیْ کَرِہَ لَکُمُہِمْ اَسْتَبْدِیْ مَاسَہُ نَسَاہِ لَکُمُہِ الطَّلَاقُ مَرَّتَانِ ۲ ج ۲

ابن عمر کے بعد نازل نہیں ہوئی جس سے معلوم ہوا کہ وہ حکم رجعت جو ابن عمر کو دیا گیا تھا بہت ٹھیک و درست نافذ کیا گیا تھا علاوہ براین اسی حکم طلاق ثلاثہ واقعہ جبلہ واحدہ کے واحد زحیٰ ہونے پر تمام عہد نبوی میں تازمان رحلت شریف از دنیا عل و رآند رہا بعد ازاں کل عہد صدیقی میں بھی تازمان رحلت حضرت صدیقؓ اسی پر عمل رہا اس کے بعد حضرت عمرؓ کے زمان خلافت میں بھی تین برس تک برابر اسی پر عمل رہا اور کسی نے چون و چرا نہیں کیا تعجب ہے کہ سارے صحابہ چپ چاپ کان میں تیل ڈال کر بیٹھ رہے کسی نے لب تک نہیں ہلایا علانیہ ارتکاب نہ ہوا ہوتا رہا اور سب یہ تماشا بیٹھے دیکھا کینے واقعی بڑے تعجب کی بات ہے ان اتنی بات ضرور ہوئی ہے کہ تینوں طلاقین اکٹھی دینے والوں پر غیظ و غضب البتہ کیا گیا ہے مگر ان کی بیبیان ان پر حلال رہیں مگر ام نسین کی گئیں حلالہ کی نوبت نہیں آئی مولف الاحقاف اس کا انکار کریں تو خاص حکم نبوی اس مسئلہ تخلیط میں دکھلا دیں اور داد لیں حکم نبوی اور حکم صدیقی کے مقابلہ میں دوسرے افراد اس کے اجتماعات کو کالوی منزل من السماء ماننا

ہاشی انھدو الخاسرہم و درہب الھم ادباً بامین و وون اللہ کامصدق بنا ہے حضرت عمرؓ کا اب الناس اقد استجلو فی امر کانتم فیہ اناؤ فلو مضیناہ علیم فامضناہ فرما صاف کہ رہا ہے کہ ایقاع طلاق میں تراخی ضروری چیز ہے جب لوگوں نے ترک تراخی کیا تو یہ حکم انھوں نے از خود حسب ارادہ لو امضیناہ کے مصلحتاً تلوقت نافذ فرمایا اس پر کوئی دلیل قرآن و حدیث نبوی سے ان کے پاس نہیں تھی ہوتی تو فلو امضیناہ نہیں فرماتے اور بعد نافذ کر دینے اس حکم کے اپنی ندامت نہیں ظاہر کرتے

حضرت ابن عمرؓ نے اپنی زوجہ کو حیض کی حالت میں ایک ہی مجلس میں تیون طلاقتین
اکٹھی دیدین آخر کار حضرت عمرؓ کو معلوم ہوا تو وہ فوراً حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم
کی خدمت بابرکت میں پہنچے اور اس واقعہ خانہ برباد کی حضور پر نور (روحی شاہ)
کو خبر کی آپ اس واقعہ کو سنکر سخت افروختہ خاطر و غضب ناک ہو گئے اور
فرمایا کہ عبد اللہ کو حکم کر دو کہ وہ اپنی زوجہ سے رجوع کر لین اور اگر انکھ طلاق
ہی دینا منظور ہے تو اس عنوان سے دین کہ اس حیض کے بعد پاک ہو جائے
اور پھر دوسرا چیز اس کو آوے اور اس سے بھی پاک ہو جائے تو اس طہر و پاک
میں قبل از جماع اس کو طلاق دین ہی طلاق للعدۃ ہوگی جناب باری عزوجل
یہی فرمان ہے اور آیت یا ایہا النبیؐ اذا طلقتم النساء فطلقنھن احدیہن
پڑھ سنائی۔ ناظرین خیال کریں اگر مجروحہ ارسال ہی سے تیون طلاقتین غلط
واقع ہوئیں اور مذنا جناب باری عزاسمہ بھی ہی ہوتا تو پھر آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم ایسا صحیح خلاف حکم باری دیدہ و دانستہ ہرگز و ہر آنہ نہیں فرماتے
دیکھئے مہلت و تراخی بین الطلاقین کا حضور پر نور نے کس قدر خیال پایا کہ ابن عمرؓ
سے رجوع ہی کر چھوڑا یا ہرگز اس طلاق فی حیض کو معتبر نہیں سمجھا۔ اور اگر بالفرض
آپ کا وہ حکم رجعت خطائی الاجتہاد ہی ہوتا تب بھی اللہ رب العالمین اس
خطائی الاجتہاد بنوی کے خلاف میں بغرض اصلاح ضرور کوئی آیت نازل فرماتا
کہ یہ تمہاری اجتہادی غلطی ہے وہ تیون طلاقتین جو بالارسال ایک ہی مجلس
میں ایک ہی زبان سے دیدی گئیں تیون واقع ہوئیں اور مغلطہ ہوئیں اب وہ
عورت بغیر ملاح کے اس طلاق دہندہ یا ارسال کے لیے نہیں رہی حکیم رب

تو واضحی مریدان تھے خالی زبانی کارروائی کی جیسی وقت عند العقلا ہے سو معلوم
 زیادہ نہیں ابھی حدیث بنوی مرفوع و صحیح الاسناد نقل کیے ہوتے تو خیر
 ان کی اس بھی جاتی لیکن فہم اسی سے فقط آواز دہل ہی ہے رکنا ولی حدیث
 اس کی ویس نہیں ہو سکتی اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نسبت یہ کہنا
 کہ انھوں نے جب دیکھا کہ نتائج القاسے طلاق اور کثرت وقوع طلاق سے تینوں کا
 اعتبار نہیں رہا تو طلاق ثلاث کو اپنے مدلول حقیقی پر محمول فرمایا یہ بھی محض
 اپنی خانہ ساز بات ہے اب سینے مدلول حقیقی طلاق ثلاث کا عندنا شارع
 وہی ہے جمع الزاحی وملت عدتہاے متعدد و محدودہ مامورہ شریعہ میں
 واقع کجائیں ہی و بوجہ جو ہوئی کہ جس نے آخر کار حضرت عمر جیسے عالی فہم
 شخص کو اپنے ایک حکم نافذ کردہ رجوع کرنے پر پھیر لائی اور یہ ان سے مناجھڑا
 کہ مجھ سے اس اجتمادی حکم کے جاری کرنے میں ضرور لغزش ہوئی اگر نفس الامری
 مدلول حقیقی طلاق ثلاث کا وہی تھا تو پھر حضرت عمرؓ نے اظہار زامت کیوں کی کیا
 یقینی امر میں بھی پس و پیش کی نوبت آتی ہے ہرگز نہیں اگرچہ اطلاق ثلاث کا
 لغتاً اس مجموعہ طلاق ثلاث پر بھی لاریب ہو سکتا ہے جو بطریق ارسال مجلس
 واحدین بغم واحد انت طالق ثلاث یا تکرار لفظ انت طالق ثلاث یا تکرار لفظ طالق کر کے
 واقع کجائیں اور یہ مدلول حقیقی لغوی ضرور ہے مگر مدلول حقیقی شرعی وہی ہے
 کہ جبکہ بیان ابھی گذرا اب مؤلف الاتفاق کی یہ بات کہ اس حکم پر حضرت عمرؓ کے
 نام صحابہ کا اتفاق ہو گیا اور سبھوں نے اسکو بلا تکرار تسلیم کیا سدا اپنی
 من مافی بات ہے اگر اس پر نام صحابہ کا اتفاق ہوتا اور تکرار تسلیم کرتے ہوتے

اور اس حکم سے رجوع نہیں کرتے حالانکہ رجوع اُن کا بطریق صحیح اُن سے مروی ہے
 اور اس قول سے حضرت عمرؓ کے یہ بات بھی معلوم ہوئی ایقاع طلاق میں مہلت
 و تراخی بین الطلقات ایک ضروری امر تھا کہ جس کے ترک پر اور جلدی چما دینے
 پر اُن کو خلاف گذار اور یہ حکم سیاسی غیر شرعی محض مصلحتہ للوقت بہ بنابر مصلحت
 خویش خسروان دانند نافذ فرمایا۔ جلدی کرنے کو تو کر دیا مگر پھر جب قرآن و حدیث
 کا خیال ہوا تو اپنے اس اجتہادی و سیاسی حکم سے رجوع کیا اور باز آئے اور اہلما
 ندامت کی کیون نہیں وہ تو اللہ والے تھے۔ ڈرے کہ ایک حکم ناشدہ حکم اپنی طرف
 سے جاری کر دیا ہے اللہ پاک ہم سے پوچھیں گے تو ہم کیا جواب دین گے پس یہی
 خیال کر کے پہلے حکم اجرائے تغلیظ سے باز آئے چلئے قصہ طے ہر اسب
 و دوسرے افراد امت کی تاویلات و توجہیات از خود تراشیدہ کی طرف
 خیال کرنا محض فضول و زیادہ ہے من بعض منکم بعدی فیدری اختلافاً
 کثیراً فعلیکم بسنی و سنة المصلحین ^{المصلحین} ہمکو ہاتھ پکڑ کر اس طرف سے
 روکنا اور باز رکھنا ہے ہاں یہ بات رہ گئی کہ مولف ^{الاحقاق} نے یہ دعویٰ کیا ہے
 کہ طلاق ثلث کا واحد ہونا عہدین مبارکین (نبوی و صدیقی) و نیز شروع عہد فاروقی
 میں بنی علی التاکید تھا۔ پھر جب حضرت عمرؓ نے یہ دیکھا کہ تابع ایقاع طلاق
 اور کثرت وقوع طلاق سے تینوں کا اعتبار نہیں رہا تو طلاق ثلث کو اپنی
 مدلول حقیقی پر محمول فرمایا جس پر تمام صحابہ کا اتفاق ہو گیا۔ اور سچوں نے اسکو
 بلا تکریر منکر تسلیم کیا۔ سو یہ دعویٰ اُن کا محض بے دلیل ہے ہاں اگر مولف الاحقاق
 کوئی حدیث ایسی نقل کرتے جو اُن کے دعویٰ بنی علی التاکید پر نص صریح ہوتی

سختی کے ساتھ مکالمہ کیا اور کہا کہ میں نے فراموش کیا کہ ایک غلطی ہو چکی ہے جو کہ ان سے ہو گئی
 تھی مگر اس پر یہ غلطی و غصب فرمانا بآوازِ دل صاف کہہ رہا ہے کہ چونکہ ایک
 ضروری امر کے خلاف کاربند اب ان سے ہو گیا تھا اسی واسطے مبتلا بغیض
 رسول اللہ ہوئے اور جبراً لڑا گیا کہ مرد اس عورت سے رحبت کر لیں اب
 اس سے بڑھکر طلاق ثلاثہ واقعہ بدفعہ و احدہ کے واحد رحبی ہونے کا ثبوت
 ہمارے مولف الاحقاف اور کیا چاہتے ہیں ایک روایت میں سلم شریف کے
 صاف موجود ہے کہ ابن عمرؓ نے اپنی زوجہ عایضہ کو تینوں طلاقین کہی دی
 تھیں الفاظ حدیث یہ ہیں ان اس عمر طلق اہل تہ ثلاثہ وہی صحاحین
 خاص ان میں جمعہ یعنی حضرت ابن عمرؓ نے اپنی زوجہ عایضہ کو تینوں طلاقین
 کہی دیں تو ان حضرت سلم نے ان کو رحبت کا حکم دیا۔ اور ظاہر بات ہے
 کہ ایک یا دو طلاقین تو رحبی ہی ہیں پھر ان کے دیے پر حضرت عمرؓ حضور پر نور
 صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کیوں دوڑے ہاتھ جو تینوں طلاقین کہی
 انہوں نے حالت حیض میں دیں اور یہ امر انہی کے بالکل خلاف واقع کی
 گئیں بنا بر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ گھبرائے اور حضرت سلم کو فوراً
 اس کارروائی کی ان کے اطلاع دی کہ یہ تو بڑا بے موقع ہوا بنا گھر بگڑا
 جاتا ہے۔ آخر کار جب حکم رحبت کا ابن عمر پر نافذ کیا گیا تو ان کی جان میں طمان
 آئی کہ بگڑا گھر بچر سنوڑ گیا۔ اور بعض روایت میں تطلیقہ واحدہ آیا ہے
 کہ جس کے معنی بھی ایک بارگی طلاق دینے کے ہیں یہ کسی روایت میں نہیں ہے
 کہ انہوں نے صرف ایک ہی طلاق دی تھی ان اگر کسی روایت میں ادہ طلقاً

تو آج اس نحریر جانین کی نوبت ہی نہیں آتی حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو
 حضرت عمرؓ کے خلاف فتویٰ دیا ہے اسکو تو مولف الاحقاق مانے ہوئے دیکھتے ہیں اور مولف
 لفظوں میں لکھ ہی دیا ہے کہ گو حضرت ابن عباسؓ کا فتویٰ بھی جمہور صحابہ کی طرح
 محققین اہل حدیث کے نزدیک ثابت ہے ناظرین الاحقاق کا ضابطہ ملاحظہ کریں
 اس حکم حضرت عمرؓ پر تمام صحابہ کا اتفاق کیسے ہوا مولف الاحقاق کی کون بات سچی ہے
 اب اس کا تصفیہ ناظرین ہی کے ذمہ رہے **س** بات تو اُن نے بنائی تھی بہت خوب
 مگر سچی جو بگڑی ہوئی قسمت تو بنی خوب نہیں **قوله** سداً اس آیت کریمہ سے معلوم
 ہوا کہ طلاق رجعی صرف دو ہی طلاق ہے۔ خواہ جلسہ واحد میں ہو خواہ متعدد جلسوں میں
 طہرین ہو یا حیض میں **الخ قول** یہ خواہ خواہ والی تفسیر مولف الاحقاق کی افروذر شدہ
 و خراشیدہ ہے خیر تفسیر اُن کی میرے لیے کوئی ضرر رسان نہیں ہے مگر
 تفسیر بالرائے سے ہرگز خالی نہیں **قوله** سداً اگر لفظ شرطان سے جو الطلاق
 مرتان میں مذکور ہے تراخی و مہلت بین الطلاقین کی ضرورت ہو اور طلاق ثلاثہ بغیر
 تراخی و مہلت غیر مغلط اور غیر موثر و معتبر ہو جیسا کہ مخالفین نے سمجھا ہے تو لعان میں
 جس میں شہادات بالائتہ اربع مرات شرط ہے کل شہاد تو ان کو تراخی و
 مہلت کے ساتھ جلسات متفرقہ میں ہونا لازم ہو گا۔ حالانکہ لعان میں تراخی
 شہادات اربعہ بالاتفاق غیر معتبر و غیر ضروری ہے **اقول** ایقاع طلاقین
 مہلت و تراخی بین الطلاقات نہایت ضروری امر ہے اسکو ہم اوپر ثابت کر چکے ہیں
 اگر یہ مہلت و تراخی بین الطلاقات ضروری چیز نہ ہوتی تو آپ حضور پر نور (ﷺ)
 باوجود رحمتہ للعالمین ہونے کے حضرت ابن عمرؓ پر غیظ و غضب کیوں فرماتے اور اس

اِنَّهٗ لَمِنَ الصّٰدِقِيْنَ فرمایا جس سے احتمال تراخی۔ بین الشہادات سیامسیا
 ہو گیا یہی وجہ ہے کہ لعان میں اسکا خیال نہیں کیا گیا اور عویمیر عطلانی کو شہادت
 اربع مرات کی تحریص منجانب بنی مسلم نہیں کی گئی وطلاق میں اتحاد خیال کرنا
 مولف الاحتقاق کی بلند پروازی و عالی و مافی ہے لعان میں تراخی بین الشہادت
 اگر غیر ضروری و غیر معتبر ہوئی تو کیا نقصان ہوا لعان و طلاق سے کیا تعلق و مردگار
 یہاں لعان میں منشا جناب باری عزاسمہ صرف اسے قدر ہے کہ لعان کنندہ
 اپنی رویت کی تقدیر کے لئے مجلس شہادت میں حاکم کے سامنے شہادت
 اربعہ کو ایک دو تین چار کر کے ادا کر دے اور پانچویں بار صاف طریقہ سے کہے کہ
 کہ اس معاملہ کی رویت میں میں جھوٹا ہوؤں تو مجھ پر اللہ کی پھٹکار اور اُس
 عورت کا رتہ تباہ روزگار ننگ خاندان سے الگ ہو جائے یہاں لعان میں
 تو افسوس و ندامت کا کسی طرح موقع ہی نہیں ہے کہ جسکے لئے تراخی و ہمت
 کی ضرورت بیڑی بخلاف طلاق کے کہ وہاں اس سہلت و تراخی کی نہایت ہی
 ضرورت و حاجت ہے غصہ و رنجش دور ہو اور آپس کی مفارقت و جدائی
 بشاق گذرے خانہ ویرانی کا خیال پیش نظر ہو جائے تو رجوع کر لینا لعان اللہ
 یحد حدث احد ذلک اشرا اس کی طرف اشارہ کرتا ہے اور لعان میں تو
 نفرت و مینونت کی مکروہ صورت ہی سامنے آکھڑی ہوئی ہے بسلا
 غیرت مند آدمی کیوں کر اس کو اپنی دونوں آنکھوں سے دیکھ کر برداشت
 کر سکا ہے یہ لعان ۷ بدرجہ جوڑی اس کو نہایت اذیتناک موقع پانے سے
 تو اس نے نہایت بد نصیب عورت کو جہنم کا سب سے بڑا گھر دیا اس سے اعلان و طلاق

طلاقاً واحداً ہوتا تو لب جنبانی کی فی الجملہ گنجائش تھی سو فہل انہی سے
 ایسا کسی روایت میں نہیں ہے بلکہ عبید اللہ نے جو نافع سے اُن طلاقاً سے
 واقع کردہ فی الحقیقت کی نسبت پوچھا تو نافع نے بحوالہ عبید اللہ کے
 واحدة اعتد بہا فرمایا جس سے صاف و صریح معلوم ہوا کہ حضرت عبید اللہ ابن عمرؓ
 نے اپنی زوجہ عاتقہ کو تینوں طلاقین مجتمعتاً فی جلسہ واحدہ دی تھیں بھی
 نافع نے عبید اللہ کے جواب میں واحدة اعتد بہا فرمایا اگر ایک ہی طلاق دی
 ہوتی تو یہ جواب نافع نہیں پس ان روایتوں کا غور کرنے اور بنظر انصاف
 دیکھنے سے کاشمیں فی نصف النهار تا ماں و درستان ہو گیا کہ طلاق ثلاثہ
 بغیر تراخی و مہلت واقع کردہ نفس الامریہ میں غیر غلط اور غیر موثرہ و غیر متبرہ
 ہیں اگر وہ طلاقین با اثر ہوں تو حضور پر نور صلعم ابن عمرؓ پر حکم رحمت بکبر کیوں نافذ
 فرمائے ایک کام ناگہانی ہو گیا تو ہو گیا سکوت اختیار فرما کر کد سستہ تلاصوات
 حضرت عمرؓ سے صاف فرما دیجئے کہ ایک شدنی تھی ہو گئی جانے دو اب کیا کرو گئے
 جاؤ صبر کر دیجھو آپ کا وہ غیظ و غضب بے معنی نہیں تھا آپ تو رحمتہ للعالمین تھے
 نے معنی و بلا وجہ غیظ و غضب کیوں فرماتے فتدبر اتی رہی یہ بات کہ لعان میں
 تلفظ شہادات باللہ اربع مرات شرط ہے یہ مولف الاحقان کی فحش
 فہمی ہے اگر ایسا ہوتا تو جس طرح اللہ رب العالمین نے باب طلاق
 میں مرۃ بعد مرۃ کے استعمال کا خیال کر کے جو کہ مہلت و تراخی فیما بین الطلاقات
 کو معنی ہے لفظ مرتان کا استعمال فرمایا ہے یہاں لعان میں بھی لفظ مرات کا
 ضرور استعمال فرماتا حالانکہ لعان میں صرف شہادۃ احدہم اربع شہوات باللہ

علیہ الرحمۃ کے نزدیک محفوظ ہے حاشا وکلا امام بخاری علیہ الرحمۃ کا یہ مطلب
 ہرگز نہیں یہ مولف الاحقاق کی دریدہ دہی ہے بلکہ امام بخاری نے جو
 آخرین اسی باب من اجاز الطلاق الثلاث کے حدیث عائشہ صدیقہ
 کی لکھی ہے جسکو مولف الاحقاق اپنے رسالہ الاحقاق میں استدلالاً علی التعلیل
 نقل کیا ہے اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ امام بخاری علیہ الرحمۃ نے ان جو
 ثلاث علی سبیل الارسال کی تردید کی ہے اس واسطے کہ وہ ثلاث ناقابل اعتبار
 ہو گیا الحمد للہ کہ اس حدیث عائشہ صدیقہ کی نقل سے امام المحدثین امام
 بخاری علیہ الرحمۃ اہلباری کا مذہب بھی معلوم ہو گیا مولف الاحقاق بخاری
 باب من اجاز الطلاق الثلاث کو پھر سے ذرا دیکھیں اگر مولف اپنے دعویٰ
 میں سچے ہیں تو امام بخاری علیہ الرحمۃ کا فاص قول طلاق ثلاثہ واقعہ جلیبہ
 واحدہ کے مغلطہ ہونے کا بخاری بن دکھلا دیں ورنہ رو بگربان ہونا کیلئے
 غالباً نامناسب نہیں ہوگا مجھے انوس ہے کہ مشاۃ الیہ بے سوچے سمجھے اس
 محرک الاراسلہ کے میدان میں قدم انداز ہوئے۔ ہر کسے راہر کار کو ساقند
 کا خیال بہت مناسب تھا ان کی منطقیات کی سنہرت کیا کم تھی کہ الاحقاق لکھکر
 اپنے کو انگشت ناک کیا مولف الاحقاق نے جو وجہ استدلال امام بخاری اپنے کو
 البحریش الباب عویر عجلانی یہ بیان کی ہو کہ حضرت عویر عجلانی علیہ السلام واحدہ بین
 تین طلاق مغلطہ بغرض تقریق وینونت کے دی تھی جسپر ان حضرت صلعم کا
 سکوت ثبوت مدعا پر برہان فاطع ہے یہ کہنا ان کا محض خواہ ساز بات ہے
 یہ وجہ استدلال نہیں ہے اصل وجہ استدلال کو ابھی میں نے اوپر بیان

تو اس سحان و زمین کی دوری ہے ان دونوں کو ایک خیال کرنا اور انہیں
 اتحاد تسلیم کرنا مولف الاحقاق کی خوش فہمی ہے اور بلند پروازی کا حاصل
 نقد و آوان اور طہر کی قید و وقوع طلاق کے لیے ایک نہایت ضروری امر
 ہے مگر ان باری غراسمہ اور فرمان رجعت منہاج نبی صلی اللہ علیہ وسلم
 اس کی طرف علی رؤس الاشهاد بلا رہے ہیں نہ اپنے دلائل اپنا کر کھاوے
 کسی کا کیا اور لعان میں نقد و آوان اداۃ شہادت باللہ کے لئے ضروری نہیں
 لقائل متلاعین من عمدہ صلی اللہ علیہ وسلم الی یومئذ یبکاشا ہر عدل ہے
 کہ لعان و طلاق میں ہرگز اتحاد و اتفاق نہیں پھر اداۃ شہادت الیہ میں
 تراخی کیسے شرط ہوگی **قولہ** ۷۷ اور امام بخاری نے اس حدیث کو باب
 وقوع طلاق ثلاثہ میں لاکر اس کے مغلطہ ہونے پر استدلال کیا ہے وجہ
 استدلال یہ ہے کہ حضرت عویر عجلانی کے جلسہ واحدہ میں تین طلاق
 مغلطہ بغرض تفریق و بیونت کے دی تھی جس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 سکوت فرمایا ثبوت مدعا پر برہان قاطع ہے **اقول** یہ اپنی من گڑبٹ بات
 مولف الاحقاق کی ہے اور عوام میں اپنے رسوخ جماعے کی تدبیر اور امام
 بخاری علیہ الرحمۃ کو اپنا ہنجیال مشہور کرنا حاشا و کھلا بخاری میں
 باب وقوع طلاق ثلاثہ بھی نہیں ان باب من اجد الطلاق الثلاث
 کتاب الطلاق میں البتہ ہے جس کا یہ مطلب ہے کہ تین لوگوں نے
 طلاق ثلاثہ جلسہ واحدہ کو جائز رکھا ہے ان کی حدیث منقولہ فی الباب
 دلیل ہے یہ مطلب اسکا نہیں ہے کہ طلاق ثلاثہ واقعہ بیکلہ و احدہ امام بخاری

پہلا واقعہ لعان کا تو یہی عویر والا واقعہ ہے چنانچہ آپ حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کا عویر سے قَدْ اَنْزَلَ فَاِنْ لَمْ يَنْتَهِ وَفِي صَاحِبَتَيْكَ فَاَدْخَبْتَ خَاتِمًا بِهَا فَرَمَا ہمارے مدعا کے ثبوت پر ہر ان قاطع ہے پھر اگر کوئی یہ کہے کہ جب عویر کی طلاق منغلط نہیں واقع ہوئی اور لایعنی و بیکار مانی گئی تو پھر حکم رجعت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اُن پر کیوں نہیں نافذ کیا گیا تو جواب اس کا یہ ہے کہ رجوع کر لینا طلاق دہندہ کی خواہش و رغبت پر موقوف ہوتا ہے لعان میں رجعت کا تو اختیار ہی باقی نہیں رہتا جب خود طلاق دہندہ ہی کو اس کی خواہش و رغبت نہیں ہے تو غیر آدمی کو کیا پڑی ہے کہ اس کو رجعت پر باعث کرے علاوہ براین عویر والا معاملہ کچھ ایسا نہیں تھا کہ جس میں فحاشی کی ضرورت سمجھی جاتی اور بجانب حضرت اسکی ترغیب دلا کر رفت و گذشت کر دیا جاتا اجی وہ تو ایسا انگفہ ہر معاملہ تھا کہ کوئی غیر تمتد آدمی تو کیا ایک دیوث صفت آدمی بھی ایسے وقت میں نہا عاقبت اندیش تنگ خاندان کے بوٹی بوٹی اوڑا ڈالنے میں اغماض نہیں کرتا بلکہ ایسا کر گذرنا بھلا حضور پر نور صلعم ایسے شرم ناک واقعہ میں عویر کو رجعت کی کیسے فحاشی کر سکتے حالانکہ خود ہی اپنی روشنفہری سے اس نابکار عورت کی شان میں لوہ رجعت احدا بغیر بنیۃ لرجعت ہنکا فرما چکے ہیں پھر وجود اس تیقن کے حکم رجعت کیونکر نافذ فرما سکتے تھے یہ سکوت آپ کا اس معاملہ عویر میں دلیل اس بات کی نہیں ہے کہ وہ ہر طلاق واقع کردہ بھم داحر مغفلہ ہے جو کوئی ایسا خیال کرے تو اس کی خام خیالی ہے

کر دیا ہے گو عویر عجمانی نے بغرض تفریق و بینونت ہی تیون طلا قین بازار ل
 ایک ہی مجلس میں ہی طالق ثلاثا کر کے دین مگر یہ کارروائی اُن کی عند البنی
 صلی اللہ علیہ وسلم فضول خیال کہنگی اور غرض جلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے
 بہت پرہے لفظون میں فرمادیا کہ یہ ہی طالق ثلاثا کہنا تمہارا لغو ہے مجر و لعان
 ہی سے تفریق و بینونت حاصل ہو گئی اور وہ عورت تمہاری زوجہ نہ رہی پھر
 یہ ہی طالق ثلاثا کہنا تمہارا بیکار ہے فرمان بنی (روحی فدادہ) لا سبیل لک
 علیہا میری پوری تصدیق کرتا ہے سکوت فرمانا تو درکنار ہے پھر ثبوت
 مدعا ثلث الاحقاق پر برہان قاطع کیونکر ہوا بلکہ اسلئے اُن کے مدعا کی جڑ ہی
 اوکھاڑ بیٹھنی بیچارہ عویر نے اس فرمان لا سبیل لک علیہا کے بعد اپنے مال
 (دین مہر) کا دعویٰ کیا تو وہ دعویٰ بھی اُن کا نہیں سنا گیا اور کہدیا گیا کہ طالع
 کے بدلے تھا اس میں وضع ہوا عویر چپ لگا گئے کچھ نہ بولے قصہ طے ہوا ثلث
 الاحقاق یہ تراش خراش صاحب احقاق کا کام نہیں فافہم اور حضرت عویر عجمانی
 جو مجلس شہادت میں رہے حضور پر نور صلعم کے یہ کارروائی کر گز رہے تو زہی
 طالق ثلاثا کہدیا تو محض ناواقفی اور نادانستگی سے کی ان کو یہ مسئلہ کہ مجرد
 لعان ہی موجب تفریق و بینونت بین الزوجین المستلاعین ہے پہلے سے معلوم
 نہیں تھا اگر پہلے سے اُن کو معلوم ہوتا تو یہ حرکت فوراً یہ اُن سے ہرگز صادر
 نہیں ہوتی اور ان کو پہلے سے یہ مسئلہ کیونکر معلوم ہوتا پہلے
 تو ایسے کوئی واقعہ اسلام میں پیش نہیں آیا تھا ان اگر پہلے سے
 کہیں ایسا واقعہ اسلام میں واقع ہوا ہوتا تو خیر ایک بات تھی اسلام میں

غیر کہ قلم بمسحہ انہی بلکہ یہ حدیث عین دلیل ہے اس بات کی کہ طلاق ثلاثہ
 واقعہ بحالہ واحدہ قبل از سیس و جماع لایبغی بہا بن اور ناقابل اعتبار اور واحدہ
 رجعی ہے اگر یہ تینوں طلاقین دوسرے خاوند الیان قابل اعتبار ہوتے تو حضور
 صلی اللہ علیہ وسلم اس عورت کو صاف حکم فرماتے کہ اب تم اس دوسرے
 خاوند سے مائل بنے تعلق ہو گئیں جاؤ پہلے شوہر سے مجھ و بارہ نکاح کرو مالا نکاح
 ایسی اجازت آپ نے اس عورت کو نہیں دی بلکہ بخلاف اسکے سب صاف اور
 پرہیز لفظوں میں لاکھتاں تدریجاً عسلہ و یدوق عسلہ نکاح فرمایا
 افسوس کہ مولف الاحقاق نے اس حدیث مالیشہ صدیقہ میں مائل نہیں کیا
 کرنے کی ایسی بے تکلی نہیں ہاں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نو ہر ثانی کے طلاق
 ثلاثاً مجتمعاً کے ایقاع کا کچھ بھی اعتبار نہیں فرمایا فرماتے تھے اس عورت کو جواب
 مذکورہ بالا ہرگز نہیں دینے اور اگر زوج اول کے طلاق ثلاثہ کا خیال کریں
 تو عقد باب کے ساتھ مطابقت نہیں ہوتی اس واسطے کہ اس طلاق کے ساتھ
 نو کارروائی ہو چکی تھی وہ تو ہو ہی گئی اور دوسرے خاوند سے نکاح کر ہی
 یا حلال ہو گیا اب حسب فرمان جناب باری عز اسمہ متحقی تکمیل و جافیت
 یہ عورت زوج اول کیلئے حلال ہو گئی دوبارہ نکاح کر سکتی ہے مگر
 حضرت نے مجھ و نکاح کا اعتبار نہیں فرمایا اور طہی کا خیال فرما کر اس
 دوسرے خاوند کے طلاق و تفریق کا اعتبار نہیں فرمایا اور رجوع کر دیا پس صل
 طابقت عقد باب کو اسی طلاق کے ساتھ ہے نہ طلاق زوج اول کے ساتھ
 یعن الاحقاق نے اس حدیث سے سمجھا کچھ اور خوش قسمتی سے نکل آیا کچھ اور

پس یہ حدیث مولف الاحقاق کی دلیل نہیں ہو سکتی قولہ ظاہر اس حدیث
 ہی ہے کہ تینوں طلاق اجنا عاً نہیں اسی لئے اس حدیث کو بھی امام المحدثین
 امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ طلاق ثلاثہ کے مفظ ہونے کے استدلال میں
 لائے ہیں اقول یہ مولف الاحقاق کی محض ناسمجھی ہے امام المحدثین امام بخاری
 علیہ الرحمۃ نے اس حدیث عائشہ صدیقہؓ سے جو سمجھا ہے اسکا پتہ عقد باب سے
 لگتا ہے اب نئے امام بخاری نے اس حدیث سے یہ سمجھا ہے کہ جو شخص اپنی
 زوجہ کو قبل از سیس طلاق دے تو وہ طلاق اسکی غیر مؤثر و غیر معتبر ہے وہ
 عورت اس کے زوجیت سے باہر نہیں ہو سکتی وہ طلاق رجعی ہے یہ شخص
 اس عورت سے رجوع کرے اور زوج و زوجہ بنے رہیں ایک مفہوم تو
 یہ ہے اور دوسرا مفہوم یہ ہے کہ جو کوئی اپنی زوجہ کو تینوں طلاقیں (بطریق
 مسنون) دیدے اور اس عورت نے دوسرے کسی شخص سے عدت گزارنے
 کے بعد نکاح کر لیا اور اس دوسرے شوہر نے قبل از صحبت و جماع اس
 عورت کو طلاق دیکر الگ کر دیا تو اب یہ عورت اگر پہلے شوہر سے دوبارہ نکاح
 کرنا چاہے تو نہیں کر سکتی یہ دوسرا خاوند جس نے قبل از جماع طلاق دیکر الگ
 کر دیا ہے اب بے شک رجوع کر لے مان اگر یہ دوسرا خاوند لذت گبر ہو نیکی بعد
 اس عورت کو طلاق دے تو بعد گزار جانے عدت کے وہ عورت پھر
 پہلے خاوند کے نکاح میں آ سکتی ہے اپنی تصدیق کے لئے دیگر عقد باب
 بخاری کو نقل کر کے اصل حدیث عائشہ صدیقہؓ کی مطلب کو ہدیہ ناظرین
 کرتا ہوں ملاحظہ فرماوین باب اذا طلقھا ثلاثاً فانت منی وحب بعد العیۃ منی

ہو گا تو کیا اچھا ہوتا کہ پھر پہلے ہی غاوند سے دوبارہ نکاح کر لیتی آسے
 سے پہلی دفعہ نکاح ہو ہی چکا تھا ممکن ہے کہ پٹری بیٹھ جائے دوسرے
 کسی شخص سے کروں پٹری بیٹھے یا نہ تو کس کس سے نکاح کرتی پھر
 یہی سوچ سمجھ کر انھوں نے حضرت علیؑ علیہ وسلم سے پہلے غیر آدمی۔ کہ
 ذریعہ سے پوچھو آیا پھر تشکیں ہوئی تو خود خدمت بابرکت میں حضرت
 علیؑ علیہ وسلم کے پوچھ کر اپنی پوری کیفیت بیان کی آخر کار
 جب آنحضرت صلی علیہ وسلم کی جانب سے صاف جواب انکار کا ملا تو پھر
 ثانی ہی کو اختیار کرنا پڑا اب اس سے بڑھ کر دلاق ثلاثہ واقعہ حلبہ
 واحدہ کے واقعہ بھی ہونے کی اور کیا دلیل و اثبات احقاق چاہتے ہیں
 یہ بیکار گال اُسی کا پتہ اسی کو کہتے ہیں آپ کی دلیل آپ ہی کی جھگڑی
 کرتی ہے اور اینجانب کی تائید سچ ہے مہم عہد و شود سبب خبر گر
 خدا خواہ پھر یہ ناکہ امام بخاری نے اس حدیث سے طلاق ثلاثہ کے
 منقطع ہونے پر استدلال کیا ہے یہ امام بخاری علیہ الرحمۃ پر مؤلف
 الاحقاق کا ہوتا ہے العیاذ باللہ کیا احقاق والوان کا یہی کام ہے
 یہ کار روائی مؤلف الاحقاق کی اس واسطے ہونی کہ عوام لوگ سمجھیں کہ
 امام الحدیث امام بخاری بھی مؤلف موصوف کے ہزاران و ہجیاں ہیں۔
 حاشا دکلا ہرگز ایسا نہیں ہے اور یہ نہیں خیال کیا کہ یہ کارستانی
 ہماری وقعت علمی کو ہمارے نقصان و عداہل العلم ہوگی کاش ایسا
 خیال کرتے تو قوت باہنار رسید نہیں ہوتی قصب اور جانب داری کی

سے بات تو اون نے بتائی تھا! بہت حوسہ مگر یہ جتنی جو کبڑی ہوئی نعمت تبتی تو ہمیں
 اب مؤلف الاحقاق ایمانائیں کہ امام المحدثین امام بخاری علیہ الرحمۃ کس سے ہم خیال
 نکلے اگر مؤلف الاحقاق انکار کرتے ہیں کہ اُس دوسرے خاوند نے اُس کو
 طلاق نہیں دیا تھا تو یہ انکار اُن کا قابلِ سماعت نہیں ہو سکتا اس واسطے کہ
 جس حدیث عائشہ صدیقہؓ کو مؤلف الاحقاق نے اپنے رسالہ الاحقاق میں
 استدلالاً نقل کیا ہے اس میں صاف فطلق کا لفظ موجود جو میری پوری
 شہادت دیتا ہے علاوہ برین ایک روایت میں جس کو امام مالک و داعی
 وابن سعد و بیہقی نے زبیر بن عبد الرحمن بن زبیر سے روایت کیا ہے صاف
 نفاہ اچھا موجود ہے جو نفس صریح ہے اس بات پر کہ اُس عورت کو
 دوسرے خاوند نے طلاق دیکر الگ کر دیا تھا اور اگر وہ یہ فرادین کہ
 ممکن ہے کہ دوسرے خاوند نے اس عورت کو ایک یا دو طلاقیں
 رجعی دی ہوں چہی حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم نے ویسا فرمایا ہو تو یہ
 بات بھی اُن کی منی نہیں اس واسطے کہ ایک یا دو طلاقیں تو رجعی ہی ہیں پس
 وہ عورت پہلے شوہر کی طرف کیونکر رجوع کرنا چاہتی اس بیان ارادے سے
 اُس کے صاف معلوم ہوتا ہے کہ جیسے پہلے خاوند پہلے مرتبہ تین طلاقیں
 دی تھیں اور بعد گزر جانے عدت کے دوسرے خاوند سے نکاح کیا تھا
 اُسی طرح اس دفعہ اس دوسرے خاوند نے بھی اس کو طلاق دیکر الگ کر دیا
 تھا قطعاً و فارغاً اسی کو چاہتے ہیں چہی اُس عورت نے یہ سوچا اور خیال
 کیا کہ اب تو میں اس کے نکاح میں رہی نہیں کسی اور سے نکاح کرنا ہی

کیون فرمایا باقی رہی یہ بات کہ رکاتہ بن عبد بنیر نے اپنی زوجہ سمیرہ کو
 تینون طلاقیں ایک ہی جلسہ میں مجتمعاً بضم واحد دی تھیں اس کی تصریح
 الفاظ حدیث سے معلوم نہیں ہوتی الفاظ حدیث سے ہی معلوم ہوتا ہے
 کہ انھوں نے طلاقی البتہ ہی دی تھی الفاظ حدیث یا سہول اللہ اِجِب
 طلقتم امراتی البتہ صاف کہہ رہے ہیں جس سے احتمال ثلاث کا
 کمزور پڑ گیا اگرچہ بعض روایت میں بجائے البتہ کے لفظ ثلاث امر وی
 بھی ہے مگر اس کی نسبت امام نووی شایع صحیح مسلم نے فروایتہ
 ضعیفۃ عن قوم مہملین لکھا ہے اور البتہ والی کو صحیح کہا ہے علاوہ
 برین ایک روایت سے (جو مشکوٰۃ شریف میں موجود ہے) معلوم ہوتا ہے
 کہ البتہ ہی والی روایت بہت ٹھیک و درست ہے اس واسطے کہ ابن
 بعد جملہ رض دھا البیدر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فطلقھا
 الثانیۃ فی زمان عمرو و الثانیۃ فی زمان عثمان موجود ہے جس
 اب کامل یقین ہو گیا کہ رکاتہ بن عبد بنیر نے سمیرہ کو طلاق البتہ
 ہی دیا تھا اسی واسطے حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے
 ما امرت بھما فرمایا تینون طلاقیں اکھی ایک ہی مجلس میں ہرگز نہیں
 دی تھیں ورنہ پھر فطلقھا فی زمان عمرو و الثانیۃ فی زمان
 عثمان کا کیا جواب ہو گا پس اب اس حدیث سے تعدد اور ان و
 زمان بفرق ایقاع و لقیات کے لینے بیشک ضروری امر ثابت ہو گیا جس
 یہ کہنا مولف الاحقاق کا کہ جلسات ثلاثہ کا تعدد واسطے طلاقات ثلاثہ کے

کی ٹی خراب واقعی یہ بلا آدمی کو کور و کر بنا ڈالتی ہے خلاصہ یہ کہ حدیث
 عائشہ مؤلف الاحقاق کی دلیل نہیں اور نہ طلاق ثلاثہ واقعہ مجلس واحدہ
 عز البخاری منغلظ ہے بلکہ اُن کی جانب مقابل کی دلیل ہے مؤلف
 مدوح نے اس حدیث میں تامل نہیں کیا یہی افسوس کی بات ہے
قولہ سنا تو معلوم ہوا کہ جلسات ثلاثہ کا تعدد واسطے طلاقات ثلاثہ کے
 امر ضروری وقوع طلاق کے لئے نہیں ہے **اقول** اسکا جواب ہم اوپر
 دے آئے ہیں کہ ایقاع طلاق کے لئے تعدد آوان و تراخی و ملت
 زمان کا ہونا نہایت ضروری امر ہے۔ اس کا انکار عین نص قرآن اِذَا
 طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ فَطَلِّقُوهُنَّ مِنْ اَحَدِ ثَلَاثٍ و احصوا الحدیث کا انکار ہے
 افسوس اب یہ حضرات اہل تقلید قرآن پاک کی ایسی خدمت کرنے لگے
 اور منجانب خود تراش و خراش اس میں شروع کر دیا و احسن بنا
 اللہ پاک تو کیے صاف و کھلے لفظوں میں ارشاد فرماوے کہ تم جب عورتوں کو
 طلاق دو تو ان کی عدت (ہاکی) میں دو اور اس عدت کی گنتی یاد رکھو ورنہ نہیں
 کر لو اور یہ حضرت مؤلف اور ان کے ہاں میں ہاں ملاسنے والے حضرات
 کبس خوبی و حسن اسلوبی و دریدہ دہنی سے گلا پھاڑ پھاڑ کسین
 کہ تعدد جلسات و آوان متفرقات ایقاع طلاقات کے لئے ضروری
 امر نہیں ہے اس مطلق العنانی کا خدا ہی حافظ ہے اسے حضرات
 تعدد آوان اگر ضروری امر نہ تھا تو ابن عمر سے آنحضرت نے طلاق فی الحیض
 کی رحمت کیوں کرائی اور بالآخر صریح بیان کر کے ثلاث طلاق الحدیث

(۱) حدیث عویم عجلانی (۷) حدیث عایضہ (۳) حدیث رکانہ بن عبدیزید کی نسبت تو اوپر گفتگو ہو چکی اور یہ ثابت کر دکھلا دیا کہ ان حدیثوں کے اصل مطلب کی تک مؤلف الاحقاق نہیں پہونچے اور کبھی اپنے دعوے کی دلیل گردانکر یہ بائیداز بس کہ برخویش بن زشادی نگجید در بیرہن کے مصداق بن سینٹھے چنانچہ از کیاہر یہ بات کا الشمس فی نصف النهار ہے ان کے علاوہ بقیہ حدیث مستدر فی الباب جو بعد طرق حسن لغیرہ مؤلف الاحقاق کے زعم میں ہن کی تحقیق اُنکو منظور ہے تو رسالہ المفات لاہل لغیاث مؤلف اس ناچیز کو ملاحظہ فرماوین اُن سارے احادیث و فتاویٰ صحابہ کے متعلق اُس میں کافی جواب پائین گئے اور اپنے تمامی مددشات کے معقول جواب بمنہ لغائے اس میں معائنہ کریں گے مگر انصاف شرط ہے بخوف طوالت اتنا ہی لکھ دینے پر کفایت کیا اور دوبارہ یہاں درج کرنے پر جرات نہیں کی قولہ صلا صلا حافظ ابن الیم کو بھی اقرار ہے کہ بخوف حضرت ابن عباسؓ کے کسی صحابہ کا فتویٰ اس کے خلاف میں نہیں ہے گو حضرت ابن عباسؓ کا فتوے ابھی جمہور صحابہ کی طرح پر محققین اہل حدیث کے نزدیک ثابت ہے اقول الحمد للہ کہ مؤلف الاحقاق نے بھی ابن الیم علیہ الرحمۃ کا لو مان لیا اور تسلیم کر لیا کہ حضرت ابن عباسؓ کا فتوے مثل جمہور صحابہ کے محققین اہل حدیث کے نزدیک ثابت ہے جس سے روز روشن کی طرح ظاہر ہو گیا کہ اس سلسلہ میں کل صحابہ

امر ضروری وقوع طلاق کے لئے نہیں ہے باطل ہو گیا چونکہ تعدد آواں
 ایک ضروری امر تھا اسی بنا پر رُکّانہ بن عبد بنیر نے اون دونوں طلاّقین
 باقی ماندہ کو خلافت عمری و خلافت عثمانی میں علی بن ابی طالب و ایک ایک
 کر کے دیا اور اس حدیث سے یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ حضرات صحابہ میں
 ایسی طر سے طلاق دینے کا دستور جاری تھا ایک مجلس میں مجتہدین و
 طلاّقون کے دینے سے غالباً پرہیز کیا کرتے تھے اس پر بھی اگر کوئی شخص
 جلسہ کی کریمیت اور رتبہ و طلاّقین کبھی ایک ہی مجلس میں دے دینا تو
 وہ واحد جمعی شمار کیا جائے نہ مغلطہ ان ایک بات اور رہ گئی وہ یہ کہ اگر
 رُکّانہ بن عبد بنیر ایک کی نیت نہیں ظاہر کرتے تو ان حضرات ان پر حکم
 مغلطہ کا نافذ فرماتے یہ اپنی من مانی بات ہے جانب مخالف کہہ سکتا ہے
 کہ جسطرح ابن عمر بر غبط و غضب فرما کر آخر کار حکم رجعت نافذ فرمایا اسی طرح
 رُکّانہ پر بھی ڈانٹ ڈپٹ کر کے پھر حکم رجعت نافذ فرماتے انکو لہی
 نیت کے ظاہر کر دینے پر بھی فائدہ ہوا کہ حضرت کی ڈانٹ و ڈپٹ سے
 آیتہ اللہ اللہ خیر صلاح **قولہ** ان احادیث صحیحہ مرفوعہ کے علاوہ
 حدیث کی احادیث صحیحہ سند جو بنی و طریق حسن بغیرہ ہیں اس باب میں
 مروی ہیں جمہور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کے فتاویٰ کثرت سے
 کتب حدیث میں منقول ہیں جس سے طلاق ثلاثہ فی جلسہ واحدہ کا مغلطہ
 ہونا ثابت ہے بخلاف طوالت اس مختصری تحریر میں نقل نہیں کرتا ہوں
 نام کتب شرعیہ و دینیہ حدیثیہ اُس سے مالا مال ہیں **اقول** ان نمونہ حدیثوں

ویا وہ گوئی ہے اب اگر مولف الاحقاق کی مان لیجائے تو حباس یا وہ گوئی مولف
 موصوف کے فتوہ ذبا اللہ من ذلک حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور لوگوں کو برخلاف اجماع
 چھہ رکے فتوئی دیکر مرتکب فعل حرام و گناہ کبیرہ زنا کا بنا دیا آپ بھی گئے اور
 جہان کو بھی کھویا کا مصداق بنے مولف الاحقاق۔ حضرت ابن عباس
 برادر عموی رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اور ان کے اتباع کی اچھی
 تعلیم و توفیق کی آفرین باد برین بہت مروانہ او۔ اور ظاہر ہے کہ حضرت
 ابن عباس کے فتوے پر عمل کرنے والے اشخاص کی تعداد ایک دو
 تین بلکہ سیکڑوں ہزاروں ہو گئی کیونکہ یہ فتوے ان کا برابر جاری
 رہا اب یہ سب سے سب لغو ذبا اللہ حسب قول مولف الاحقاق
 حرام کار و زانی تھیرے واللہ اس بات سے روٹ گئے کھڑے ہو جائے
 ہیں اشکرین اونٹ بدنام رافضی گئے جاتے ہیں افسوس سنہوں کی
 زبان سے ایسی بات نکلے اب کس سے رافضیوں کو جواب دیا جائیگا
 اللہ سہ تو ان کو ادب نصیب کرے آمین ثم آمین اور یہ بھی ضرور
 نہیں کہ وہ حمل کرنے والے سب کے سب محض عوام ہی لوگ ہوں خواص
 بھی ضرور ہوں گے اور یہ حضرات عالمین غالباً صحابہ و تابعین ہی ہونگے
 پھر باوجود اقرار ثبوت فتوے حضرت ابن عباس اور تعامل الناس
 علیہما کے اجماع اجماع کا وظیفہ رشتا بلند پر دازی نہیں تو اور کیا ہے
 اور اس سہر طرہ یہ کہ خود ہی اس مسئلہ میں اختلاف ملائے سلف و
 خلف نووی اور عینی سے نقل کریں اجماع و اختلاف کا اجتماع

متفق الراسہرگز نہیں اور یہ اجماعی مسئلہ نہیں ہے اگر کل صحابہ کا اس مسئلہ پر اجماع ہوتا
 جیسا کہ مولف الاحقان نے دعویٰ کیا ہے اور جس کے واسطے
 حد سے زیادہ زور لگا رہے ہیں تو حضرت ابن عباسؓ جو کہ فقہائے
 صحابہ میں سے ہیں باوجود دانست کے خلاف اجماع ہرگز نہیں
 کرتے اور جمہور کے خلاف ایسا فتوے کبھی نہیں دیتے وہ محض
 تتبع الہوی نہیں العبادۃ باللہ ان کی شان بہت بلند ہے یتنفید
 فتوے منجانب حضرت ابن عباسؓ اور دیگر حضرات صحابہ کا اس پر
 خاموشی اختیار کرنا صاف باوازدہل پکار کر کہہ رہا ہے کہ حضرات
 صحابہ حضرت ابن عباسؓ کے ہرگز مخالف نہیں تھے ہوتے تو ان کی
 اس فتوے دہی پر ضرور چون و چرا کرتے اور فتوے بھی ایسا کر چکی
 بدولت ارتکاب گناہ کبیرہ زنا لازم آوے ایسے ذیل و سنگین کام پر
 ان کا چُپ لگا جانا واقعی بڑی ہی تعجب آفرین بات ہے خلاف ہونے
 سے وہ لوگ ضرور حضرت ابن عباسؓ کو اس سے بے کھٹک روک دیتے
 و باز رکھتے یہی وجہ وجہ ہوئی کہ محققین اہل حدیث نے بھی فتوے
 ابن عباسؓ کا بہت بڑا اعتبار کیا جو مسئلہ مجمع علیہا حضرات صحابہ
 ہو ایسے مسئلہ میں زید و عمرو کا خلاف بالکل بیچ و بیچ ہے اسی واسطے
 زید و عمرو کے خلاف کا محققین اہل حدیث نے ذرہ برابر پروا نہیں کیا
 پھر یہ کہنا مولف الاحقان کا کہ حضرت عمرؓ کے طلاق ثلاث کو اپنی دلیل
 پر تھسول فرمائے کو تمام صحابہ نے علی الاطلاق تسلیم کر لیا سر ایا از خوائی و

اور ابو حنیفہ وغیرہم حضرات علما مغلطہ کے قائل ہیں لیکن ہم مقابل ان کے
طاؤس اور محمد بن اسحاق اور ابن مقائل اور حجاج بن ارطاة اور یحییٰ

ظاہرہ وغیرہم حضرات علما واحد حجتی کے قائل ہیں یہ سب حضرات علما علامہ
عینی کے ماننے ہوئے ہیں اور قہار جہانین کی بھی برابر ہے پھر کیا وجہ ہے کہ اوزاعی و یحییٰ
کی بات تو مان لیں اور طاؤس اور محمد بن اسحاق و حجاج بن ارطاة
اور ابن مقائل کی بات ماننے میں رو در بغل ہوں اجماع ہر ایک قائلین

کے دلائل میں غور و تامل کرنا بہت مناسب ہے جسکی دلیل قوی ہو وہ

بیشک قابل قبول ہے یہ علامہ عینی کی جانب داری و پاس مذہب ہے

کہ قائلین واحد حجتی پر بلا دلیل بین حکم مخالفت لاہل السنۃ جاری کر دیا

حالانکہ بکے اہل السنۃ نہ رہی ہیں اس کا خود علامہ عینی کو اقرار ہے اور

صاف لکھتے ہیں واخبار علی والکتاب ہمارا وہ مسلمہ من حدیث طاؤس

ان اما الصبا قال لا بن عباس القلم انما كانت الثلاث تحتل

واحد علی علی بن ابی طالب صلی اللہ علیہ وسلم و ابی بکر و ثلثا من

صحابہ عمہ فقال نعم باوجود اقرار حجاج بالحدیث کے مخالف لاہل السنۃ

کہنا جانب داری نہیں تو اور کیا ہے اور جنکی نسبت محض اپنی گواہی

سے لاجبیذ علیہم التواطو علی تحریف الکتاب والسنۃ لکتنے ہیں فضل

انہی سے بالکل میدان خالی ہے مؤلف الاحقاق کو ناگوار معلوم ہو تو

علامہ عینی کی طرف سے ہو کر اوزاعی اور یحییٰ اور ثوری وغیرہم علماء

قائلین بالثلاث کی دلیل قرآن و حدیث سے پیش کرین ورنہ واحد حجتی

ایک نیا اجتماع ضدین مولف الاحقاق دکھلا رہے ہیں اسی کا نام نئی مطلق
قولہ صلا سے الحاصل جمہور صحابہ کرام اور تابعین و تبع تابعین و ائمہ
مجتہدین اور ائمہ اربعہ امام اعظم البر صنفہ و امام شافعی و امام احمد بن حنبل
و امام مالک و امام بخاری وغیرہم اہل سنت و الجماعت کمال متفقین کا
یہی مذہب ہے کہ تین طلاق ایک ہی جلسہ میں تین طلاق مغلطہ ہے
جیسا کہ آیت مذکورہ و احادیث مرفوعہ مذکورہ وغیرہما من الاحادیث کا
مضاد ہے۔ **اقول** صرف اس لکھ دینے سے کام نہیں چلتا دوات قلم
اپنے ہاتھ میں ہے قلم اٹھایا اور اپنی من مانی بات لکھ دی مردانگی تو
اس کا نام ہے کہ ان حضرات مرقوم القدر سے بسند صحیح متصل انکا
مذہب نقل کر دکھلا دیں صرف ایرے غیرے کے لکھ دینے پر مٹہ بھاڑ پھاڑ کر
یہ کہنا کہ جمہور صحابہ کرام اور تابعین و تبع تابعین الی قولہ کل اہل تحقیق کا یہی
مذہب ہے کہ تین طلاق ایک ہی جلسہ میں تین طلاق مغلطہ ہے محض
تقلید جادہ ہے جو بالکل زبوں ہے یہ تو ایک ہوئی بات ہے کہ اگر یہ سب
مشفق علیہا ہوتا تو مولف الاحقاق کو لب کشائی کی طاقت تھی ہرگز نہیں
یہ مولف الاحقاق کی محض زیادتی ہے کہ جمہور صحابہ کرام اور تابعین
و تبع تابعین الی لکھ دیا اور اس دعوے پر اپنے علامہ بدر الدین عینی
کی تحریر پیش کی حالانکہ اس میں جمہور صحابہ کا تذکرہ نہیں ہے مان مذہب
جامہ العلماء من التابعین ومن بعدہم البتہ لکھا ہے جس سے معلوم ہوا
کہ جمہور صحابہ کا یہ مذہب نہیں ہے مان لیا جاوے کہ ^{بہا اور} اور انھی ^{بہا اور} مٹھی اور مٹھی

سفر الہی کے سیدان میں قدم ڈالنا ہے اور انصاف کا خیال والٹی ہے چھتر
 نائین وحدت کی تحریرات کے دیکھنے سے انشاء اللہ غافلہ سمجھیں کہ اہل بیانی
 اور اگر کہیں لکیر کے فقیر بنے رہے تو وہی ڈھاک کے سین پات ایسے جانیں گے
 قول۔ یہ طلاق نكاح طلاق واحدہ میں طلاق مغلطہ ہے برابر سلف خلف میں
 اسی پر عمل درآمد ہے اقوال طلاق ثلاثہ واقعہ جلسہ واحدہ مغلطہ نہیں ہے۔
 بلکہ واحدہ جی ہے مغلطہ کہنے والوں کے پاس کوئی کبی دلیل قرآن وحدیث
 سے نہیں ہے یہ وہ دلیل ان کی ہیں وہ مکرری کے جال سے بھی بہت زیادہ
 کمزور ہیں یا فقط اسی میں مانی باس ہے۔ کل عند نبوی میں تازمان ولت ستر
 از دنیا اور کل عند صدیقی میں بھی اسی طرح اور زمان خلافت عمرؓ میں تین
 برس تک یک قلم اسی پر عمل درآمد برابر بلا خلاف چون وجہ واحدہ
 رہا کہ جو کوئی اپنی زوجہ کو تین طلاقیں بضم واحدہ یا بجلسہ واحدہ بتکرار لفظ
 انت طالق انت طالق انت طالق دیدے تو وہ واحدہ جی گردانی جانی
 تین اس پر ہی فرد بشر کو اس وقت لب جنابی کی طاقت نہیں تھی اور
 حضرت ابن عباسؓ رضی اللہ عنہما برابر اسی پر فتویٰ دیتے تھے (حضرت عمرؓ کے
 حکم کا ذرا بھی خیال نہیں کیا اسکا مولف الاحقاق کو اقرار ہی ہے اور
 مان ہی چکے کہ ان کا فتویٰ بھی جمہور صحابہ کی طرح پر محققین اہل حدیث کو
 نزدیک ثابت ہے ان حضرات صحابہ کے بعد ان کے ورے کے
 لوگوں میں البتہ اختلاف پڑا مگر ان سلف میں سے بھی طاؤس
 اور محمد بن اسحاق اور حجاج بن ارطاة اور ابن مقائل اور فرقہ ظاہر

قائل ہو جائیں اگر یہ کہیں کہ آیت اطلاق صرف ان اور حدیث عموماً مجملانی
 اور حدیث عائشہ و حدیث رکانہ دلیل ہے تو جواب یہ ہے کہ اس میں
 آپ نے غور و تامل کو راہ نہیں دیا دیتے تو ہرگز انکو اپنے دعویٰ کی
 دلیل نہیں گردانتے اصول سے کہ ان احادیث میں کوئی الفاظ ایسا نہیں
 جو طلاق ثلاثہ واقعہ طلبہ و احدہ کے مغلف ہونے پر دل ہوں مؤلف
 الاحقاق اپنے قصور فہم سے جو سمجھیں عموماً کے طلاق اور عبد الرحمن
 بن الزبیر اور رکانہ بن عبد یزید کی طلاق کے متعلق گفتگو اور پر گزرد چکی
 اوزاعی اور نخعی اور ثوری وغیرہم حضرات علمائے ان احادیث سے ہیں
 مسئلہ خاص میں استدلال نہیں کیا ہے یہ مؤلف الاحقاق کی اپنی طبیعت
 کی تیزی ہے خلاصہ یہ کہ یہ اختلافی مسئلہ ضرور ہے اپنے اپنے
 و رجحان طبع کی طرف ہر شخص زور دیتا ہے واحد جی کے تائید میں کی جاتا
 لا تعد ولا تحصى ہیں اور اسی پر عبد بنوی اور عبد صدیقی ہیں تو برابر
 نیکر منکر اجماع کل نہجا بہ کار با اس کو مؤلف الاحقاق مان ہیں بلکہ یہ
 ہم یہ لگاتے ہیں کہ مبنی بر تاکید تھا خیر حمل و رآدہ تو ضرور فقہاء کی
 مکاہرہ ہے اور تین برس تک برابر خلافت حضرت عمرؓ میں بھی اسوہ
 عمل رہا اب مؤلف الاحقاق یہ بتلا دین کہ یہ اجماع عام ہوئی تھا
 صدیقی کو کون مانع ہے سیرت عمرؓ کے اس سیاحتی حکم کو یہ رتبہ نہیں
 کہ اس قدیم اجماع میں دست انداز ہو ہی وجہ ہوئی کہ حضرت عمرؓ نے
 اپنے اس سیاحتی حکم کو بدستورد کردی خیر مؤلف الاحقاق نے اس مسئلہ

مرفوعہ متعلقہ الاسانید کو استدلال لایا ہے اقوال امام الحدیث امام بخاری
 علیہ الرحمۃ کا جو مذہب ہے اسکو ہم اوپر میں ثابت کر دکھلا چکے ہیں باقی
 رہی یہ بات کہ طلاق ثلاثہ واقعہ بکلسہ واحدہ کے مغلطہ ہونے پر امام
 بخاری علیہ الرحمۃ نے چند احادیث مرفوعہ متعلقہ الاسانید سے
 استدلال کیا ہے یہ مؤلف الاستحقاق کی محض خانہ ساز بات ہے
 وسرا پا غلط دینے ربط جن دو حدیثوں کو امام بخاری نے باب من
 اجاز الطلاق الثلاثین لایا ہے ان میں اسکا کوئی پتہ نہیں
 کہ طلاق ثلاثہ واقعہ بکلسہ واحدہ منانہ ہے حاشا و کلا ہرگز وہ نہیں
 نہیں جس کا جی چاہے بخاری مطبوعہ لطیفی کا بیور جلد ثانی کتاب الطلاق
 باب من اجاز الطلاق الثلاث کا ص ۱۷۰ دیکھ لے اب ہم کہتے ہیں کہ
 امام بخاری علیہ الرحمۃ نے ان دونوں حدیثوں مرقومہ فی الباب
 (۱) عومر جملانی (۲) حدیث نیمہ بہت و مہب منکوحہ اول رفاعہ قرضی تو
 ان لوگوں کا جو کہ ایقاع طلاق ثلاثہ کو مجتمعاً جائز رکھتے اور مغلطہ
 شمار کرتے ہیں رد کیا ہے مؤلف صاحب نے بخاری شریف کے
 دونوں حدیثوں مرقومہ و منقولہ فی الباب من مطلقاً غور و تامل نہیں کیا
 صرف لفظ ثلاثہ کا دیکھ کر ایک وجد میں آ گئے اور چھوٹے لگے اور بیانہ
 ثلاثہ مغلطہ کا قال شروع کر دیا اور یہ نہیں خیال کیا کہ عومر عثمانی کا
 طلاق ثلاثہ بعد فراغ از لعان اگر قابل اعتبار ہو تا تو پھر حضور صلی اللہ
 علیہ وسلم اس کو کلام سمیع لکٹ علیہا کہہ کر کیوں چپ کر دیتے طریق

ایسی طلاق کے واحد جہی ہونے کے قائل ہیں اور اس کے علاوہ
 ان گنت حضرات علماء محققین محدثین من اہل السنۃ والجماعت اسی کے
 قائل و مفتی ہیں اگر برابر سلف و خلف میں مغلطہ ہونے ہی پر غلہ رآمد
 ہوتا جس کے مولف الاحقاق لکھ رہے ہیں تو پھر ان کے جانب داعی السلام
 بدرالدین عینی بذیل ترجمہ باب من اجاز الطلاق الثلاث امام بخاری
 کے ان من السلف من لم یجحد فی ع الطلاق الثلاث فیہ
 خلاص مذہب طاؤس و محمد بن اسحاق و تبارج بن ارقطہ اور ابن مقاتل
 و الظاہریۃ الی ان الرجل اذا طلق امرأته ثلاثاً مطلقاً وقعت
 علیہا واحدة و احتجی علی خالف بمار و ابی مسلم من حدیث
 طاؤس ان ابا الصہبیا قال لابی عباس اتعلموا منہا کانت
 الثلاث تبطل واحدة علی عہد النبی صلی اللہ علیہ وسلم
 و ابی بکر و فلا تامن اماتہ عصر فقال نعم کیون فرما سے نہایت
 صاف بیان کر رہی ہے کہ سائنس جی سے اس میں خلاف نہ ہو
 وغیرہ علماء سلف مرقوم القدر و واحد جہی کے قائل ہیں ابی حنیفہ
 الاحقاق کو اختیار ہے کہ اطلاق صدق و کذب کا اسے یا علامہ عینی پر
 وار و کرین مولف الاحقاق اس عبارت مرقومہ بالا کو علامہ عینی کے اپنے
 خلاف مدعا معلوم کر کے یکدم فرد خود کر دیا جو کہ اس کا نزول
 آبد و مروان چنین کنند قول حق ہے کہ امام الحمد ثانی امام بخاری علیہ الرحمۃ
 جی بھی مذہب ہے اور بخاری شریف میں خاص کر اس پر چند احادیث

من ضحاک ضحاک بہت سچا مقولہ ہے مولف الاحقاق کی تو اس طرح نمونہ
 آئینی عادت نہیں تھی مگر کلکتہ کی بعض صحبت نے آخر اس زبون رنگ میں رنگ
 ہی ڈالا افسوس کا مقام ہے سچ ہے۔ گر نشین فرشتے بادلوں پر وحشت اموز
 و خیانت دریو سے صحبت صلاخ نزا صلاخ کند پڑ صحبت صلاخ ترا طالع کند۔
 اللہم احفظنا من الجلیس السوء قولہ ۱۹ التحقیق و تفصیل اس مقام
 کی یہ ہے کہ تین کا ایک ہونا محض حکم شرعی نہیں ہے عہد مبارک میں آنحضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم اور سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اور
 کچھ مدت بعد بھی تین طلاق ایک قرار دیا جاتا تھا اُسکی بنیاد تاکید کی
 نیت پر تھی والّا تخلف المدلول عن الدال لازم آویگا کیونکہ طلاقات
 ثلاث کا مدلول ثلاثہ مغلفہ ہے اقول تحقیق و تفصیل اس مقام کی یہ
 ہے کہ وہ تینوں طلاقیں واقعہ یکجہ واحدہ و احدہ و احدہ رحیمی شرعی
 نہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے ایک گردانی
 جاتی تھیں اُسکے کسی غیر کے رائے و اجتہاد کو ہرگز و ہر آئینہ مداخلت
 نہیں تھی ایسا خیال کرنا بالکل خام خیالی و خستہ کاغذی ہے وہ لوگ محض
 تبع الہوی نہیں تھے انکی باگ شریعت محمدیہ کے قبضہ اقتدار میں تھی
 رات دن وہ اللہ و رسول ہی کی رضا جوئی میں مصروف رہتے
 تھے انکی اس کارروائی پر اللہ یتبعون فضلہ من اللہ و
 رضوانا شاہد عدل ہے بھلا جنکی شان ایسی اعلیٰ و ارفع
 ہو وہ اپنی من مانی بات پر ایسے تلے رہیں۔

تیمم بنت وہب کے کہ زوج ثانی عبدالرحمن بن زبیر کے طلاق ثلاث کا
 اعتبار فرماتے تو پھر تیمم بنت وہب کا حج تنذی و تنزیہی وینذی
 عسلیت کیون فرماتے بلکہ صاف فرماتے کہ اب تم رفاعہ زوج اول سے دوبارہ بطریق طلاق
 و سوا اس بصد شوق رجوع کر لو اب عبدالرحمن بن زبیر زوج ثانی سے
 تمہارا تازہ زوج اور زوجیت کا جاتا رہا اس نے تمہیں طلاق دیدیا تم
 رفاعہ کے لئے حلال ہو گئیں حالانکہ آپنے تیمم بنت وہب سے ایسا
 نہیں فرمایا پھر یہ حدیث عائشہ طلاق ثلاثہ واقعہ مجلسہ واحدہ کے مغلطہ
 ہونے پر کیونکر دلیل ہو سکتی ہے جناب من غالی بخاری کی صورت
 دیکھ لینی اور ورق گردانی کر لینی دوسری چیز ہے اور اس کے
 احادیث میں غور و تامل کی نگاہ سے نظر ڈالنی اور تہ کو پہنچنا اور
 چیز مؤلف الاحقاق خدا کے واسطے ذرا بخاری باب من اجاز الطلاق
 الثلاث کے دونوں حدیثوں کو یکسر و عایشہ من پھر سے نظر ڈالیں
 اور غور کریں اور الفاضلہ پاک کو حاضر و ناظر جان کر بلا تعصب
 و جانب داری فرمائیں کہ حق کس کے جانب ہے واللہ اگر دل راہ
 تحقیق حق و احقاق ہوں گے تو ضرور پکار اٹھیں گے کہ حق بجانب تست
 واذ لا فلا مولانا بخاری کے وظیفہ کا نتیجہ دیکھا معلوم ہوتا ہے کہ مولانا
 نے بخاری شریف کو صرف گھوڑ دوڑی کی دوڑ کی طرح تمام کر ڈالا ہوگا
 ای واسطے اس کے حدیث کے مضمون نفی سے دور پڑے اور قاصر رہا
 چہ خوش تو ہم الزام انکو دیتے تھے قصور اپنا نکل آیا والا مضمون ہو گیا

گرائے گا کوئی اعتبار نہیں کیا گیا اگرچہ دین و دیون دونوں خارج نہیں
 ہو گئے اسی طرح شارع علیہ اسلام نے اس معنی حقیقی ثلاث کا اعتبار
 نہ کر کے ان کو واحد حقیقی قرار دیا اور رابطہ زوج و زوجیت کو علی حالہ
 برقرار رکھا ہلکھو تو اپنے شارع کی اتباع فرض ہو جب اس نے ہر قرار رکھا تو دین و دیون
 کو حال پر قیاس کرنا فضول ہو اور اس میں خلف المدلول عن الدال کا خیال کرنا بلند پروازی
 ہے باقی یہ بات کہ مدلول حقیقی طلاقات ثلاث کا ثلاثہ مغلطہ ہو یہ مولف الاحقاق کی اپنی
 خانہ ساز بات ہے زبان اپنے اختیار میں ہے جو چاہیں کہہ سکتے
 ہیں جناب عالی ثلاثہ مغلطہ مدلول حقیقی عند الشارع ان طلاقات ثلاث
 کا ہے جو بطریق مسنون عدتہ سے متعددہ محسوب ہیں علی سبیل التراخی
 فردی فردی کر کے واقع کی جائیں اور وہ طلاقات ثلاث جو مجلس واحد
 میں بضم واحد انت طالق ثلاثا یا بالفاظ مکررہ انت طالق انت طالق انت
 طالق کر کے واقع کی جائیں ان کا مدلول حقیقی ثلاثہ مغلطہ حسین ہے
 ہوتا تو شارع علیہ السلام اس کا ضرور اعتبار کرتے اور ابن عمرؓ اور عجمیر
 جملانی وغیرہما پر حکم ثلاث جبکہ مواد تغلیظ ہے بے کھٹکے نافذ فرماتے
 پس اس اختلاف فی مابین العلماء کی بنیاد یہی ہو کہ کھڑ جاتی حالانکہ آپ نے
 ایسا نہیں کیا۔ اب ہم بعد مقابل مؤلف الاحقاق کہتے ہیں کہ طلاق ثلاثہ
 واقعہ مجلس واحد پر واحد حقیقی کا حکم شارع علیہ السلام سے علی یقین
 ہے اس پر ایک روایت مصرعہ درج مقام کرتا ہوں ملاحظہ کریں مروی
 البیہقی عن ابن عباس اذہ سکاۃ طلق امراتہ ثلاثا فی مجلس واحد

عقل سلیم ہرگز اسکو گوارا نہیں کرتی رہ گئی یہ بات کہ قرار دلو واحد بنیاد
 تاکید تھی سو یہ بھی مولف الاحقاق کی اپنی من گڑبٹ یا محض تقسیدی بات
 ہوا سپر کوئی دلیل میں مولف نے بیان نہیں کی پس تقلیدی بات حجت انکی جانب مقابل کو انکے
 تشفی دہ وساکت نہیں کر سکتی مولف صاحب کو اپوزیٹو علی پر لپکا بھروسہ ہوا سپر کوئی دلیل
 میں ونض صریح پیش کرین والا دعویٰ بلا دلیل قبول خرد نہیں اور مولف صاحب یہ جوفرا
 گئے کہ در صورت واحد گردانے ثلاث کو تخلف المدلول عن الدال لازم آئیگا تو اسکا جواب
 یہ سن لین کہ تخلف المدلول عن الدال جب لازم آتا کہ یہ واحد مدلول حقیقی اس کا
 قرار دیا جاتا حالانکہ ایسا نہیں ہے نفس الامر میں معنی حقیقی ثلاث کا وہی
 ہے جو ایک و تین کر کے ممتنع ہو گیا مگر اتحاد زمان و مکان کی وجہ کہ
 شارع علیہ السلام نے امثالا الامر الی فطریقوں میں بعد تمہید
 اس کا اعتبار نہیں کیا اور مخالفت بینہ کے سبب ایک گردانا اور بعد اللہ
 بھی یاس ہو گیا اب اس کی مثال یوں سمجھنی چاہئے کہ جیسے کسی شخص نے
 ایک آدمی کو دس روپیہ ایک و تین چار کر کے اس کے ہاتھ پر ایک
 ہی وقت اور ایک ہی مجلس میں گن دیا اور وہ دس روپیہ کیے بعد دیگرے
 لگاتار اس کے ہاتھ پر ضرور گرے مگر اس صورت میں یہ نہیں بولا
 جائے گا کہ اس دینے والے نے دس روپیہ دس مرتبہ کر کے دیا
 بلکہ یوں بولا جائے گا کہ اس نے دس روپیہ یکمشت ایک ہی
 مجلس میں دیدیا اب یکمشت معنی حقیقی اس دس کا نہیں ہے اور نہ
 ہو سکتا ہے دیکھئے یہاں اعتبار ایک مشت کا تو ہوا مگر اس دس بار

اُنھوں نے جاری کی اور بعد کو پھتائے اور ندامت ظاہر کی اگر یہ حکم
 شرعی ہوتا تو کیوں پھتاتے اور اظہار ندامت کرتے ایک حکم شریعت کا
 جاری کیا تھا تو اچھا کیا تھا خوش ہوتے نہ الٹا اظہار ندامت کرتے یہ
 کارروائی ان کی حکم شرعی سے اس کو ہاتھ پیر کے باہر نکال رہی ہے
 باقی یہ بات کہ حضرات صحابہ موجودین فی عمدہ رضی اللہ عنہ نے انکے
 اس حکم تنفیذ ثلاث پر سکوت کیا اور بلا نکر منکر تسلیم کر لیا تو اس پر کوئی
 صریح دلیل مؤلف الاحقاق کے پاس نہیں صرف بالائی لوگوں کی اپنی
 طبع زاد تحریرین میں اسی کو کالو حیح منزل من السماء مان کر منہ پھاڑ
 پھاڑ کر بول رہے ہیں کہ حضرت عمرؓ کے اس فتوے پر تمام صحابہ کرام
 کا اجماع ہو گیا کسی کا خلاف اس بارے منقول نہیں۔ اس زبان
 و عوے بلا دلیل سے مؤلف الاحقاق کا کام نہیں نکلیگا اگر کوئی دلیل
 ان کے پاس ہے تو بشوق تمام پیش کریں کس دن کیلئے اس کو زیر
 سرپوش کر رکھا ہے لا دین اور اپنی جانب مقابل کی تشفی کر دین مہربان
 جب اتفاق ہی تھا اور بلا نکر منکر مان ہی لیا تھا تو پھر ابو الصبہا نے روبرو
 اپنے ختم کے حضرت ابن عباسؓ سے العلم انما كانت التلاۃ
 جعل احد کر کے پوچھا یا کیوں اور ابن عباسؓ سے نعم کہ تصدیق کرائی کیوں
 یہ پوچھتا تو بعد زمانہ حضرت عمرؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے واقع ہوئی تھی
 علاوہ برین حضرت ابی موسیٰ اور حضرت علیؓ اور حضرت ابن مسعودؓ اور عبد الرحمن
 بن عوفؓ اور عبد الرحمن بن زبیرؓ وغیرہم حضرات صحابہ کا بھی یہی مذہب ہے

محمد بن علیہا رحمۃ اللہ ناشد یداً انسا لہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 وعلہ وسلم ثیف طلقتهما فقال طلقتهما اذلا ثا فقال فی مجلس
 واحد قال نعم قال انما املك واحدہ ان شئت فراجعہا
 انتہی روضۃ النذیر یعنی رکاز نے اپنی عورت کو ایک مجلس میں تینوں
 طلاقیں دے دین پھر اس کا رروائی پر اپنے بڑے ہی غمگین ہوئے (اور
 حضرت صلعم کی خدمت میں مسئلہ پوچھنے کے غرض سے پہنچے
 تو انحضرت صلعم نے اُسے پوچھا کہ اُس عورت کو تمنے طلاق کس
 طرح سے دی تو رکاز نے جواب دیا کہ تینوں اکٹھے دیدی پھر اپنے
 اُسے پوچھا کہ ایک ہی مجلس میں تینوں دین) او نہون نے کہا حضور
 ان تب آپنے اُنکو جواب دیا کہ وہ تینوں (اتحاد مجلس کے سبب)
 ایک (طلاق رجعی) ہوئی تم چاہو تو اُس عورت سے رجوع کر لو۔
 یہ روایت رکاز بن عبد یزید والی نہیں ہے یہ دوسری روایت ہے
 اور انکو ثلثہ مغلطہ قرار دینا حسب ارشاد حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ
 عنہ ان الناس قد استعملوا فی امرکانت لہم فیہ اناۃ فلو امضیناہ فامضنا
 علیہم کے حکم شرعی نہیں ہے اور بمقابلہ حکم نبوی واحد رجعی کے قابل
 احتجاج نہیں علامہ ابن الہمام شراح ہدایہ صفا فرماتے ہیں کہ صحابی کا قول
 جو سنت نبوی کے خلاف ہو حجت نہیں۔ اگر نفس الامر میں یہ حکم تغلیظ جسکی نسبت
 حضرت عمر نے بطرف خود کی ہے شرعی نبوی ہوتا تو حضرت عمر فلو امضیناہ کیوں
 فرماتے یہ فرمانا اُنکا صفا باواز دہل کہ ٹپے کہ یہ تغلیظ بطور خود بلا وجہ نہ نبوی

دینے والوں سے آپ نے اس کی نیت تاکید کو بھی دریافت فرمایا تھا
 ہرگز نہیں ہاں رکاز بن عبد یزید سے اس کے طلاق البتہ دینے پر یکس کی
 تعین بیشک کرا لی تھی اور البتہ کا حکم ہی الگ ہے اسکو ثلاثاً مجتہداً
 کیا واسطہ اسطرح زمان خلافت صدیقی بن خود حضرت صدیق اکبر
 جاحل واحد ہوئے اور تین برس تک خلافت عمری بن خود حضرت عمرؓ
 جاحل واحد رہے تھے تو پچھتے تین برس کے بعد جب لوگوں نے ایقاع ثلاث
 مجلسہ واحدہ کی کثرت کی تو حضرت عمرؓ کو ان کی یہ کارروائی ناپسند خاطر
 آئی اور ناگوار گزری پس یہ حکم تغلیظ ثلاث مصلیٰ للوقت نافذ فرمایا
 اگر وہ لوگ بکثرت اندھا دھن ایقاع ثلاث مجلس واحد نہیں کرتے تو
 حضرت عمرؓ کو ناگوار خاطر نہیں ہوتا اور یہ حکم جاری نہیں فرماتے حضرت
 عمرؓ چونکہ ایک شخص پر جوش آدمی تھے خلاف کارروائی اُن سے
 برداشت نہیں ہوتی تھی ایسا کر گزرتے ایسے ہی ایقاع ثلاث
 مجلس واحد پر اُن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی ایک مرتبہ ایک
 شخص پر سخت غصہ آیا اور نہایت طیش میں آکر ایلعب بکتاب اللہ
 وانا بین اظہر کہ فرمایا اور اس فرماتے پر آپ کے ایک دوسرا شخص مجلس
 میں سے اٹھ کھڑا ہوا اور اس طلاق دہندہ ثلاث معا کے قتل پر آمادہ
 ہو کر اجازت قتل چاہی مگر چونکہ آپ نہایت ہی حلیم الطبع شخص تھے صرف
 اسی غصہ پر اکتفا کیا اور اس شخص پر حکم ثلاث نافذ نہیں فرمایا اور اس
 شخص کو قتل کی اجازت نہیں دی اور حضرت عمرؓ وقت اُن لوگوں کے

پھر اتفاق کہان رہا مولانا خفائین ہونا چاہئے علامہ عینی وغیرہ کی تقلید
 بالکل کور کر بنا رکھا ہے علامہ شوکانی و شیخ الاسلام ابن تیمیہ و حافظ
 ابن الیقیم علیہم الرحمۃ کی مدلل بدلائل و اصنفہ باتیں آپ کے خاطر شریفین
 ترکام کرتی ہیں مولانا تحقیق اسکا نام نہیں ہے کہ جانیں کے دلائل کو
 تامل کی نگاہ سے دیکھیں جبکہ انشی یعنی ولیم کامصدق بننا چھٹا
 نہیں احقاق کا نام بلند پرواز ہے محکم خیال فرمادین اور آزر وہ بنون۔
 قولہ منہ سے اس حدیث کے کسی روایت میں ایسا لفظ نہیں ہے
 کہ جس سے ظاہر ہو کہ ثلاث کا واحد ہونا صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 کے حکم شریف پر مبنی تھا نہایت تاکید کو مداخلت نہ تھی اقول آفتاب پر
 سر پوش ڈالنا یا آنکھ میں دھول ڈالنا اسیکو کہتے ہیں کیا تجھ کو احد کا
 پر آپ کی نظر نہیں پڑی کہیں چالسا تو نہیں لگا میرے خیال میں یہی
 بات جمی ہے سن شریف چالیس سے شاید ہی تجاوز ہوئی جناب
 یہ تو بتلا دین کہ اس تین کا ایک کرنے والا عبد نبی میں سواے ذات اقدس
 حضور پر نور محمد الرسول صلی اللہ علیہ وسلم کے دوسرا کون تھا کیا کسی دوسرے کو
 باوجود حکم الہی کا اقتداء مواہین یدہا اللہ ورسولہ کے مجال
 دم زدن تھی ہرگز نہیں پھر ثلاث کا واحد ہونا صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ
 وسلم کے حکم شریف پر کیونکر مبنی نہیں ہوا آپ تو غور و تامل سے کام نہیں
 لیتے محض خودی میں چور ہیں جو نوک زبان پر آیا فوراً کہہ گزرے آدمی
 را با نفعی کند خیال ہی نہیں ہرگز وہ لوگوں کی یہ کارروائی نہیں بہانہ تو فرمائی کہ کسی ایسی ہلاق

علی رؤس الاسماء بارفع صوت کہتے ہیں کہ یہ سب حدیثیں حضرت ابن
 عباسؓ کی حدیث مذکورہ بالا کی مبین و مفسر واقع ہیں فتدبر اگر آپ
 فرمائیں کہ طلاق ثلاثہ واقعہ مجلس واحد ثلاثہ مغلطہ ہے یہ حکم خود ان
 کردہ حضرت رسالت پناہی صلی اللہ علیہ وسلم ہے دیکھو مصنف قبل از
 میں عبادۃ بن الصامت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ان کے والد نے
 اپنی زوجہ (عبادہ کی والدہ) کو ہزار طلاق دیدیا تو عبادۃ بن الصامت
 حضرت صلعم کی خدمت شریف میں گئے اور اس مسئلہ کو دریافت کیا تو
 آپ نے ان کو چون جواب دیا کہ تین طلاق کے ساتھ اللہ کی سمیت
 (خلافت حکم کرنے) میں وہ عورت (تھاری والدہ) بائن ہو گئی بانی تو سو
 ستانوے طلاقیں عدوان و ظلم ہوئیں (اسپر) چاہے خدا ان پر
 عذاب کرے یا بخشدے انتہی اگر وہ تینوں طالقین واحدی
 ہوئیں تو آن حضرت عبادہ سے صاف فرما دیتے کہ باز اپنے والد
 سے کہو کہ وہ رجوع کر لیں حالانکہ ایسا اس حدیث سے معلوم نہیں
 ہوتا تو جواب اسکا یہ ہے کہ صحت و سقم و قوت و ضعف کا ہر ایک
 اسناد کے نقل کرنے سے لگتا ہے اور آپ نے اس حدیث کو ہمارے
 لاحقاق میں بلا نقل سند لکھ دیا ہے اس حدیث کی سند کو لکھتے تو
 رواۃ کے دریافت حال سے حدیث کے صحت و سقم و قوت و ضعف
 کا بہت جلد آسانی کے ساتھ پتہ لگ جاتا نہ معلوم حضرات نقادان
 حدیث نے اس حدیث کی نسبت کیا گفتگو کی ہے معلوم ہوتا ہے کہ

اس کا ردوائی پر تحمل و برداشت نہ کر سکے اور حکم ثلاث بطور خود نافذ کر دیا
نفس الامر میں حکم ثلاث کوئی شرعی حکم نہیں ہے جسکو اسکا خلاف ہو تو
وہ کوئی آیت قرآن نص صریح یا حدیث نبوی میں الالفاظ صحیح مرفوع
الاسناد دکھلا دے کہ طلاق ثلاثہ واقعہ مجلس واحدہ ثلاثا مغلطہ ہے
ایسے طلاق دہندہ کی بی بی اب اس طلاق دہندہ پر بے حلالہ کے حلال
نہیں ہو سکتی یہ ایک بہت ذری سی بات ہے ایسا دکھلا دینے ہی سے
نزاع رفع ہو جائے گی جناب من آرا سے رجال کو حدیث صحیح مرفوع
ابن عباس کان الطلاق الثلاث الحدیث کے مقابلہ میں ترمذی صحیح
وفوقیت نہیں ہو سکتی شریعت محمدیہ نہیں ہوئی اب تو جمہوری سلطنت کا
پارٹی منشی حکم یا پینڈ تون کی کمائی ہو گئی انا للہ وانا الیہ راجعون
لیجئے بطریق تنزل بیاس خاطر آپ کے فرض مان لیا کہ اس حدیث
ابن عباس کان الطلاق الثلاث تجمل واحدا الحدیث میں گو
کوئی لفظ ایسا نہیں ہے جس سے ثلاث کا واحد ہونا آن حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کے حکم شریعت پر مبنی ہو مگر حدیث ابن عمر و عویم رحملائی و تیمم
بنت و سب و عائشہ بنت عبد الرحمن بن عتیکہ النصری وغیرہ میں تو
ضرور خود بنفس نفیس حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم واحد کا
نافذ فرمایا آپ کو شبہہ ہو تو ان احادیث میں بغور و تامل نظر ڈالیں
ہم تو مناسب سمجھتے ہیں کہ اب عمدۃ الرعاہ بجلد ثانی کا حصہ ذیل حدیث
عسیلہ کا حاشیہ دیکھ ڈالیں غالباً کشف غطا ہو جانے کا اب ہم

طلاق ثلاثہ محمد و دہ شرعیہ خلاف وقوع و اتحاد مجلس و معصیت اللہ
 کی وجہ کر غیر معتبرہ عند اشاع علیہ اسلام ٹھیکر کروا دے و جی قرار دیکھے
 تو ما زاد علی الثلاث جو محض بے محل واقع کیے گئے کیونکر نہ ساقط عن الاعتبار
 ہوں گے اگر بعض جزئی خاص میں کوئی حدیث صحیح مرفوع متصل الاسناد
 حاکم جزئی مدروح نہ ملے تو کیا ہرج ہے یہ کچھ ضرور زمین ہے کہ
 سارے جزئیات الی یوم القیامہ وجود عمد نبوی میں پایا گیا اور اپنے
 ہر ایک کا جواب دیا اور ان جوابوں کو کل صحابہ نے یاد کر لیا اور ب
 کتب احادیث میں قلمبند ہو گئے مان لین کہ اس جزئی خاص کے
 جواب میں کوئی حدیث نہ سہی پر اسی کے ہم مثل اسکی مقیس عینہ موجود
 ہے پس اس پر عمل کریں گے عدم وجدان دلیل قرآن و حدیث کے
 وقت تو قیاس کی ضرورت ہی پڑتی ہے کیا حضرت سلی علیہ وسلم
 نے معاذ بن جبل کے میں روانہ کرتے وقت ان سے جو سوال کیا
 تھا اور انھوں نے جو جواب دیا تھا آپ کو یاد نہیں ہے آپ نے نہ
 درمیان میں ایک شخص بے ربط سوال لکھ دیا تو اصل مسئلہ آپ کا
 اس سے یہ ہوا کہ اس جزئی خاص میں تو کوئی حدیث نہیں ملتی ہے
 مجھے موقع اس کہنے کا ملے گا کہ قائلین وحدت کے پاس اس جزئی
 خاص میں کوئی دلیل نہیں ہے من عند نفسه و احد حتی کا فتویٰ
 بے دیا دیکھو ہمارے پاس حدیث عبادہ مصنف عبدالرزاق والی
 دلیل صریح موجود ہے تو واضح رہے کہ یہ بات آپ کی نہ نہیں سہی

یہ کوئی صحیح حدیث نہیں ہے آپکو گران معلوم ہو تو اس حدیث کی سند لکھ دین تحقیق ہو جائے گی کوئی بڑی بات نہیں ہے اگر یہ حدیث عبادہ والی صحیح ہوتی تو حضرات نقادان حدیث ضرور اسکو واجب العمل گردانتے مانا کہ صحاح ستہ میں نہ سہی ان کے شروح میں تو حضرات شراح اسکو ضرور نقل کرتے یہ تو بڑے معارف کلمہ حدیث تھی۔ مولف الاحقاق نے ضرور کسی اپنے مال اندیشی سے سند کو مفہم کر ڈالا ہر تاڑنے والے تاڑ گئے۔ اس حدیث کے علاوہ جو فتاویٰ حضرت صحابہ کے مولف الاحقاق نقل کئے ہیں ان میں کوئی فتویٰ ایسا نہیں کہ جس میں حضرات نقادان حدیث نے کلام نہیں کیا ہے ضرور کیا ہے اور ضعیف و سقیم محقق کر کے اس سے دست بردار ہو گئے ہیں مولف الاحقاق اس کی تحقیق و تفصیل چاہیں تو ہمارے رسالہ المناث لاہل الغیث کی سیر کریں قولہ منہ سہا اگر کسی نے اپنی زوجہ کو جلسہ واحدہ میں تو طلاق دیدی اسکا جواب وہ کیا دین گے بلا اعانت قیاس صریح مرفوع متصل الاسناد حدیث صحیح ہو اس صورت میں وحدت کا حکم ثابت کریں ورنہ بیان تین طلاق مغلطہ تسلیم فرمائیں اقول اگر کسی نے اپنی زوجہ کو جلسہ واحدہ میں تو طلاقین اکٹھی دیدیں تو اس صورت میں یہ جواب دیا جائے گا کہ وہ طلاق دہندہ اپنی اس مطلقہ عورت سے حسب منشا حدیث ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے رجوع کرے اسواسطے کہ جب

فی صحیح المسلمہ والبخاری وغیرہما ان الطلاق الثلاث کانت
 علی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واحدہ وکذا
 فی عہد ابی بکر وصدیق امین خلافتہما شرایت عمدا مضاہ
 علیم انتہی ابن عبارت سے معلوم ہوا کہ یہ انتصار لہذا سب الوحیدہ بعد
 زمانہ حضرت عمر کے پایا گیا اور ان ائمہ دین سے بقاء بلکہ حدیث نبوی کے
 امضا سے عمر کا پرواہ نہیں کیا اور اجماع قدیم کل صحابہ علی عہد
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و عہد صدیق کا بہت بڑا اعتبار کیا
 اب اس اجماع قدیم کے توڑ ڈالنے کے لیے مؤلف الاحقاق کوئی
 دلیل قوی پیش کریں ورنہ طلاق ثلاثہ واقعہ مجلسہ واحدہ کے واحدہ
 کا اقرار کریں شرم نکرین۔ در طلب کردن حقیقت کارہ از خدا
 فرم و از شرم مدار پر عمل کریں اور سابق عبارت مزانا سے معلوم
 ہوا کہ یہی وحدت بعض صحابہ سے منقول ہے اور یہی قول داود
 ظاہری اور اسکے اتباع کا اور ایک قول امام مالک اور بعض شاگرد
 امام احمد کا ہے اور یہ سب قائلین بعد حضرت عمر کے ہیں اب یہ گئی
 یہ بات کہ حضرات صحابہ میں سے کن کن حضرات نے حضرت عمر کے
 فتوے کا خلاف کیا سوا اسکے واسطے ہم سر دست صرف روضۃ الندیہ شرح
 درالبیہ کی عبارت نقل کر دیتے ہیں مؤلف الاحقاق غائر نظر و کمین
 اور اپنے دعویٰ سے باز آویں اور رو بگردان ہوں والرابع اندہ
 یقع واحدۃ صحیحۃ من غیر خلاف بین المدخول بہا وغیرہا

تا وثیقہ اسکی صحت آپ ثابت کرنے دکھلاوین اگر آپ اسکو ثابت کر
 دکھلاوینگے تو واقعی قائلین وحدت آپ کے ممنون ہوں گے اور آپ
 خیر الناس من نفع الناس کے پورے مصداق اور اگر ایسا نہ ہو
 تو دلیل سست اور مدعی جھٹ کے مصداق قولہ **مستحکمی وجہ سے**
 ہم دعویٰ کرتے ہیں کہ حضرت عمرؓ کے اس فتویٰ پر تمام صحابہ کرام کا
 اجماع ہو گیا کسی کا خلاف اس بارے میں منقول نہیں ہے اور نہ
 منقول ہونا ممکن ہے کسی کو دعویٰ ہو تو پیش کر دے ورنہ خط
 القناد اقول یہ دعویٰ آپ کا سراپا غلط ہے تمام صحابہ کرام کا اجماع
 اس فتویٰ حضرت عمرؓ پر منقول نہیں اگر ایسا ہوتا تو آپ کے مایہ فخر علامہ
 بدر الدین عینی و مذہب جماہیر العلماء من التابعین ومن بعدہم نہیں کہتے
 بلکہ مذہب جماہیر العلماء من الصحابہ کہتے یہ قول علامہ عینی کا صاف بیان
 کر رہا ہے کہ جمہور صحابہ و اعدرجی کے قائل و مفتی تھے اور آپ کے
 استاد مولانا عبدالحی لکھنوی مرحوم و مغفور نے بھی اقرار کیا ہے
 کہ **هذا هو المنقول عن بعض الصحابة و به قال داود الظاہر**
و اتباعه و هو احد القولین لالک و لبعض اصحاب احمد
کیئے آپ سچے یا یہ دونوں حضرات اور دوسری جگہ بھی مولانا مغفور لکھنوی
یوں فرماتے ہیں و انقصه لهذا المذهب ابن تیمیہ الحبلی فی
نصا مینفہ و تلیبک فی کتابہ ہذا المحاد و اخاثة اللغات
و غیر ہما و من تبعہما و بسطوا الكلام فیہ حجتہم ماورد

کیا ہے اور ابن المنذر نے اصحاب ابن عباس سے اسکو نقل کیا ہے
 ف اس عبارت سے صاف ظاہر ہو گیا کہ حضرت علیؑ اور ابن مسعودؓ
 اور عبد الرحمن بن عوفؓ اور زبیر بن العوامؓ اور اکثر اہل بیت رسول اللہؐ
 کا یہی مذہب تھا اور یہی فتوے اب بھی اگر مؤلف اللاحقاق نہ مانیں تو
 ان کی گاؤ زوری ہے ہم نے حضرت عمرؓ کے فتوے کا خلاف ثابت کر رکھا
 اور عدم اجماع علی فتویٰ حضرت عمرؓ کا آئینہ سامنے رکھ دیا دیکھنے والا دیکھ لے
 علامہ ابن الیقیم نے اس میں بہت کچھ لکھا ہے ہم نے بخوف طوالت انکو
 نہیں لکھا نمونہ کے طریق پر تھوڑی سی عبارت بیان لکھ دیتے ہیں و
 یہ ولقد اذعی لبعض اهل العلم ان هذا اجماع قدیم ولم یجم الا
 ولله الحمد علی خلافه بل لم یزل فیهم من یفتی به قرنا جید
 قرن واطی یومنا هذا فافتی به جبر الامة وشرحان القرآن عبد
 بن عباس کما دوا لا حماد بن نرید عن ایوب عن عکرمہ عن ابن
 عباس اذا قال انت طالق ثلاثا بضم واحد ففی واحدة وافتی
 بالها واحدة النبی بن عوام وعبد الرحمن بن عوف حکاه عنهما
 ابن وضاح واما التابعون فافتی به عکرمہ وطاووس واما
 تابعوا التابعین فافتی به محمد بن اسحاق وحنبل بن عمر والحرب
 الحکلی واما اتباع تابعی التابعین فافتی به واؤد بن علی واکثر صحابہ
 وافتی به بعض اصحاب مالک وافتی به بعض الحنفیة وافتی به بعض اصحاب احمد
 انہی بعض اہل علم نے دعویٰ کیا ہے کہ یہ اجماع قدیم ہے اور الحمد للہ

وھذا مذهب ابن عباس علی الاصح وابن اسحاق وعطاء و
 عکرمہ واکثر اھل اللبیت وھذا الاصح القول انتہی یعنی چوتھا
 قول یہ ہے کہ وہ طلاق رجعی واقع ہوگی مدخولہ وغیرہ مدخولہ کا اسمیں
 کوئی فرق نہیں ہے اور یہی مذہب حضرت ابن عباس کا علی الاصح ہے
 اور ابن اسحاق اور عطاء اور عکرمہ اور اکثر اہل بیت کا اور یہ چوتھا
 قول اور قولوں سے زیادہ تر صحیح ہے اور اسمیں ہے وقد حکى
 ذالک عن ابی موسیٰ و ابن عباس و طاؤس و عطاء و جابر
 بن زید و احمد بن عیسیٰ و عبد اللہ بن موسیٰ و روایۃ
 عن علی و روایۃ عن زید بن علی و الیہ ذہب شیخ الاسلام
 ابن تیمیہ و الحافظ ابن القیم و قد حکاہ ابن مہیث فی کتاب
 الوثائق عن علی دا بن مسعود و عبد الرحمن بن عوف و الزبیر
 و حکاہ ایضاً عن جماعة من مشائخ قرطبة و نقلہ ابن
 المنذر عن اصحاب ابن عباس انتہی یعنی اور بھی حکایت کی گئی
 ابی موسیٰ اور ابن عباس اور طاؤس اور عطاء اور جابر بن زید اور احمد
 بن عیسیٰ اور عبد اللہ بن موسیٰ سے اور بھی روایت ہے حضرت علی اور
 زید بن علی سے اور اسی کی طرف شیخ الاسلام ابن تیمیہ اور حافظ ابن القیم
 گئے ہیں اور اسی کو ابن مہیث نے کتاب الوثائق میں حضرت علی اور
 حضرت ابن مسعود اور حضرت عبد الرحمن بن عوف اور حضرت زبیر سے
 حکایت کیا ہے اور نیز اسکو ایک جماعت مشائخ قرطبة سے حکایت

در سالہ ہجری وغیرہ اکتب حضرت علمائے فائزین وحدت کو ملاحظہ فرمائیں انشاء اللہ
 تھائے کشف الغطا علی سبیل الکمال ہو جائے گا حق تو یہ ہے کہ تائید وحدت
 کے پاس نہایت پر زور دلائل قرآن وحدیث واجماع صحابہ اور قیاس ائمہ
 موجود ہے اور یہ اجماع قدیم ہے اس کے بعد اجماع ہی نہیں ہوا جو
 اس اجماع قدیم کو باطل کرے بالفرض ہوتا بھی تو اس کو حکم رسول و
 اجماع قدیم کے باطل اور رد کرنے کی طاقت نہ تھی اس واسطے کہ یہ تو اصولی
 مسئلہ ہے کہ اجماع لاحق جو اجماع سابق کا مخالف ہے وہ اجماع سابق کا
 رافع نہیں ہو سکتا مولف الاحقاق صرف غیثی کی تحریر پر مکیہ کر کے اجماع
 کا دعویٰ کر بیٹھے اور من صنف قد استمدت کا کچھ خیال نہیں کیا مولف متنا
 یعنی مسئلہ نہیں ہے یہ سندی مسئلہ ہے اس میں سند کی اشد ضرورت ہے
 کسی کے آئین بائین شائین کی شنوائی نہیں لیجئے اس عبارت سے علامہ
 ابن الیقیم کے آپ کی قطع و برید کا بھی پتہ لگے گا کیا آپ نے محض بے چارے
 عوام کے دھوکہ دہی کی واسطے لکھ مارا کہ حافظ ابن الیقیم کو بھی اقرار ہے
 کہ بجز حضرت ابن عباس کے کسی صحابی کا فتوے اس کے خلاف میں نہیں
 ہے مولانا عبارت ماسبق کو دیکھ کر حضرات نامہ تصنیفین آپ سے کس قدر
 حسن نظر رکھیں گے **س**چ ہے **س**چو قاضی بکرت تولید سہل نہ نگرود ز
 دستار ندان خجل نہ خود کردہ را چہ علاج یہ تو مولف الاحقاق کو الزامی
 جواب دیا گیا ہے تحقیقی جواب ناظرین ہمارے المغاث لاہل الغیث میں دیکھیں
 قولہ **س** **س** محض مقام یہ ہے کہ طلاق ثلاثہ کا منظر ہونا قرآن وحدیث

کہ اسکے خلاف میں امت نے اجماع ہی نہیں کیا بلکہ ان میں قرناً بعد قرن
 آج تک برابر اسی کے ساتھ فتوے دیتے آئے اور اسی کے ساتھ
 جبر الامہ اور ترجمان القرآن حضرت ابن عباس نے فتویٰ دیا ہے
 جیسا کہ اسکو حماد بن زید نے ایوب سے اور انھوں نے عکرمہ
 سے اور انھوں نے ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ جب کوئی
 شخص اپنی زوجہ سے بیک زبان انت طاق ٹھاناکے تو وہ ایک
 طلاق ہے اور اسی ایک کا فتویٰ زبیر بن عوام اور عبد اللہ بن
 ابن عوف نے دیا ہے اسکو ابن وضاح نے ان دونوں سے حکایت
 کی ہے (یہ دونوں حضرات صحابہ ہیں) اور تابعین میں سے عکرمہ
 اور طاؤس نے ایک کے ساتھ فتویٰ دیا ہے اور تبع تابعین میں سے
 محمد بن اسحاق اور حلاس بن عمر اور حوثب عکلی نے اسی کے ساتھ
 فتویٰ دیا ہے اور اتباع تبع تابعین میں سے داؤد بن علی اور اسکے
 اکثر اصحاب اور بعض اصحاب مالک اور بعض حنفیہ اور بعض شافریہ
 امام احمد نے اسکے ساتھ فتوے دیا ہے یہ توحیدہ چیدہ حضرات
 صحابہ و تابعین و من بعد ہم کے اسماء گرامی نقل کر کے دکھلا دیا
 گیا کہ یہ سب حضرات حضرت عمر کے فتوے کے مخالف ہیں ان کے علاوہ
 لا تعد ولا تحصى حضرات علماء من الصحابة و التابعین و من بعد ہم ہیں جنکے
 اسماء گرامی بخوف طوالت چھوڑ دئے گئے مولف الاحقاق اگر تحقیق
 منظور ہے تو زوال المعاد و اعلام الموقنین و اغاثۃ اللبغان و مسک الخمام

صدیق مین بھی اس پر عمل رہا اور تین برس یک قلم زمانہ عمر مین بھی اس پر
 عمل رہا حضرات ناظرین اولی الالباب اسکو خوب اچھی طرح سمجھ سکتے
 ہیں محض ذری ذری باتوں پر تو آپ متنبہ فرمائے جائیں اور علانیہ
 ارتکاب نہ نہا ہو اور کوئی آیت اس کی انسداد مین نہ اترے واقعی ہرے
 تعجب کی بات ہے اس تینسٹ پارے قرآن مجید متداولہ بین الناس
 من عمدہ صلی اللہ علیہ وسلم الی یومنا ہذا مین تو کہیں اس مضمون کی
 آیت نہیں کہ طلاق ثلاثہ واقعہ جلسہ واحدہ منقطعہ ہے شاید اور کوئی دوسرا
 قرآن ان مقلدون کے پاس ہو جیسا کہ رافضیوں کے نزدیک ہر پاس
 حضرت عثمان کے خاک کردہ ذہن نشین ہیں تو اس مین یہ مضمون ہو تو
 تعجب نہیں مؤلف الاحقاق کو مناسب تھا کہ پہلے اس آیت کو وجہ رسالہ
 کرتے آیۃ الطلاق مرتان سے یہ استدلال اُن کا ہرگز صحیح نہیں
 اس مین تراخی بین الطلقات شرط ہے اسی وجہ کر آنحضرت نے اس عمر
 سے رجوع کرا دیا۔ صرف قرآن و حدیث کا لفظ لکھ دینا کافی نہیں باقی رہا
 اجماع ائمہ اربعہ و سلف خلف کا دعویٰ تو یہ بھی ان کے علامہ عینی اور
 مولانا عبدالحی منغور لکھنوی کی تحریر سے غلط ثابت ہوتا ہے دیکھو علامہ عینی
 صاف فرما رہے ہیں کہ فیہ خلاف مذہب طاووس و محمد بن اسحاق و الجراح
 بن ارطاة و ابن مقاتل و الظاہر تہا الی ان الرجل اذا طلق امرأۃ ثلاثا
 معافقت وقعت علیہا واحدۃ و اجماعوا علی ذالک ہمارا والا مسئلہ
 من حدیث طاووس ان ابا الصبیاء قال لا بن عباس العلم انما

واجماع صحابہ کرام واجماع ائمہ اربعہ وسلف وخلف سے ثابت ہے **بقول**
 ابھی ہم اوپر ثابت کر دکھلا چکے کہ طلاق ثلاثہ جلسہ واحدہ والی واحدہ جہی
 سے اسی پر پورے عہد نبوی اور عہد صدیقی اور تین برس تک عہد عمری
 میں بلا تکرار منکر احد من الصحابہ اجماع والفاق پایا گیا اور اسکے خلاف میں کسی
 نے لب کشائی نہیں کی اور اسپر کسی فرد بشر افراد امت محمدیہ کو انکار نہیں ہے
 حتیٰ کہ مؤلف الاحقاق نے بھی محض زبانِ اقرار نہیں بلکہ لکھ دیا ہے حرف
 تقلید اتنی بات بنائی ہے کہ یہ واحد ہونا یعنی علی تاکید البیت تھا مگر اسپر
 دلیل ندارد ہے تو وہی امام نووی کی بات آگے اللہ اللہ خیر صلاح
 ناظرین ہماری بات کا اعتبار نہ کریں تو رسالہ الاحقاق کو اول سے آخر تک
 غائر نظر سے دیکھ جاوین کہیں دلیل نہ پاوین گے۔ اگر یہ عمل درآمد حضرات
 صحابہ کا خلاف قرآن ہوتا اور جناب باری عزاسمہ کی مرضی کے خلاف کام
 ہوتا تو فوراً اللہ رب العالمین الباب الخلاف کوئی آیت ضرور نازل فرماتا
 کیونکہ ابھی نزول وحی کا زمانہ منتطع نہیں ہوا تھا اور ایسی بات بھی نہیں ہے
 کہ اس ایقاع ثلاثہ مجلس واحدہ کی آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کبھی
 اطلاع ہی نہیں ہوئی اجی اطلاع بھی ہوئی اور خفا بھی ہوئے اور
 ایلعب نکتاب اللہ، واقابین اطہر کہ بھی فرمایا اور حکم رجعت عبد اللہ بن
 عمر اور عبد الرحمن بن زبیر وخیبر ہما حضرات صحابہ کو بھی سنایا اسقدر
 ڈبل کارروائی پر بھی کوئی آیت قرآنی اس کے خلاف میں نہیں
 اُتری حتیٰ کہ آپ نے دنیا سے رحلت بھی فرمائی بعد ازان کل زمانہ خلافت

فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ صاف فرمان باری موجود ہے ما انکم لکن
 فحدوہ ما هناکم عنہ فانھو اس پر بالا اور یہ بھی قرآن ہی شہادت دیتا ہے
 کہ آپ اپنی من مانی بات نہیں فرماتے بلکہ مایوحی جان کرتے ہیں اور آپ کی
 اطاعت عین اطاعت الہی ہے من یطع الرسول فقد اطاع اللہ ومن
 تولیٰ فما امر سلنک علیہم حفیظاً اسی کی تائید کرتی ہے فلا وربک
 لا یؤمنون حتیٰ یحکمواک ینما شجی بینہم ثل لا یجدوا فی انفسہم حرجاً
 مما قضیت ویسلو تسلیماً اسی کی طرف داعی ہے والفرض علینا
 وعلی الامۃ الاخذ بجد ینہ و ترک کل ما خالفہ ولا تنزکۃ لحلاف
 احد من الناس کائنات من کان سہی بات تو یہی ہے ایمان تو اسی کو
 مقتضی ہے اللہم ارزقنا حلاوۃ الایمان قصد طاعتک واتباع
 رسولک ولتو ناس مسلمین والحقنا بالصلحین آمین ثم آیین
 والان قد لامح کا استفسار فی لصف النہار من ہذا الاولۃ
 الساعۃ والبراہین القاطعۃ ان الیقاع الطل من الثلاث
 معاً فی مجلس واحد بضم واحد کانت طابق ثلاثاً او بتکسار الاول
 کانت طابق انت طابق انت طابق واحد بتجہید علیہ القرآن
 والا حادیت الصحیحۃ المرفوعۃ واجماع الصحابۃ ومن بعدہم
 من علماء الامۃ وانتم الی یومنا ہذا بدلالۃ واضحہ صریحہ
 لا مہیر لاحد ان یتفول بخلافہا ولم یأخذ بہ الا شرفۃ
 نلیلۃ من اصحاب التقليد الجامد والراہی الفاسد الکاسد

کامل الثلاث تجعل واحدة على عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم وابی بکر وثلثا من اصارى عمر فقل ابن عباس احمد اسپر
اجماع سلف ہوتا تو علامہ عینی جیسا متعصب آدمی ایسا نہیں لکھتا بلکہ فیہ
اجماع وگیری کے ساتھ لکھ دیتے باقی رہا اجماع ائمہ اربعہ تو اسکو آپ کے
استاد مولانا لکھنوی علیہ الرحمۃ نے غلط ثابت کر دیا دیکھئے وہ صاف
لکھتے ہیں دھواحد القولین لما لاک ولبعض اصحاب احمد اب کیئے
آپ سچے یا یہ دونوں حضرات ہلکو علامہ عینی کی تحریر پر استعجاب ہے کہ پہلے
کس منہ سے فرمایا تھا دا جتجو علی ذالک ہمارا وہ مسلمان الخ اور پھر کس
منہ سے ان قائلین وحدت کی نسبت ان کے مخالفین کے قول من خالف
فیہ فوشاذ مخالف لاہل السنۃ کو لکھنا یا لایق تعصب کی مٹی خراب اس کی
ہدایت آدمی جس حد کو نہ پہنچ جائے سو کھوڑا ہے خیر جو اللہ عزوجل ان کے
محکم بینہم فیما ہم فیہ یختلفون اب مسلمانوں کو یہ دلیل ثابت رہے کہ اللہ
اور اس کے رسول کا صریح فیصلہ کیا ہے کہ اس نظر سے دیکھنے سے
یہی معلوم ہوتا ہے کہ طلحہ ذوالحجۃ واحدہ واحدہ واحدہ ہے اس کے
مغلطہ ہونے پر کوئی دلیل قرآن و حدیث و اجماع و مذاہب سے ہرگز نہیں
ہے جسکو مخالفین اپنی دلیل سمجھ رہے ہیں اور لایق اس کے منوانے پر
زور ڈال رہے ہیں اس میں ان کی سمجھ کی غلطی ہے اس مسئلہ میں جو
فیصلہ بنوی اور صاف ہے وہ وہ بیان کیا ہوا ہے مسلمانوں کے لیے
وہی فیصلہ کافی ہے دائیں بائیں دیکھنے کی ضرورت نہیں نقد کان لکھ

ذکر نالا آفا کفایۃ لمن له العقل السلیم واللہ یهدی من یشاء ^{لا}
 صراط مستقیم **قولہ** مختصر جواب یہ ہے کہ طلاق ثلاثہ فی جلیۃ واحدۃ
 کی دو صورت ہے ایک بکلمۃ واحدۃ جیسے انت طالق ثلاثہ دوسرے بکلمات
 مکررہ جیسے انت طالق انت طالق انت طالق۔ آجکل عوام کا الانعام اس سے
 بالکل بینوت و القطاع کا ارادہ کرتے ہیں اور ہندوستان میں حاکم
 عوام میں نیت تغلیظ ہی کی مروج ہے نیت تاکید کی گویا مفقود ہے اسلئے
 یہ دونوں قسمیں بموجب آیت قرآن شریف اور احادیث مرفوعہ صحیحہ و مقادیر
 و اجماع صحابہ کرام و ائمہ اربعہ علام تین طلاق مغلطہ ہے واحد جہی
 نہیں ہے **اقول** یہ دونوں قسموں کی طلاقین ہرگز مغلطہ نہیں ہیں بلکہ
 واحد جہی ہیں ایسا طلاق و سینے والا اپنی زوجہ مطلقہ ثلاثاً نامعنا سے
 رجوع کر سکتا ہے قرآن و حدیث و اجماع صحابہ و اتفاق ائمہ علام سے
 یہی بات کا شمس فی لشفۃ الدنار تابان و درخشان ہے اسکو سینے اوپر میں ثابت
 کر دکھلایا ہے۔ طلاق دہندہ جب طلاق دیتا ہو تو اسوقت اسکی کچی نیت بھی ہوتی
 ہے کہ اب اس عورت سے مجھے کوئی واسطہ و سروکار نہیں ہم اسکو نہیں رکھیں گے
 ہاں اس طلاق وہی کے پیچھے البتہ ضرور خیال ہوتا ہے کہ افسوس میں نے یہ
 کیا کیا اور ندامت پیش آتی ہے اور رستہ ڈھونڈتے لگتا ہے اہل تجربہ
 اسکو خوب جانتے ہیں۔ اسمین تمام رو سے زمین کے طلاق دہندہ برابر
 ہیں ہندوستان یا اور دوسرے ملک کی کوئی خصوصیت نہیں اور نہ اہل
 اور پرہیزگاروں کو کچھ دخل ہے اور نہ نیت تاکید کی اسمین مداخلت ہے

وان جواز الرجعة في الطلاقات الثلاث المسئلة معاً من الأمور
 الظاهرة الباهرة التي دلت عليها الأدلة الواضحة من القرآن
 والأحاديث الصحاح والأجماع القديم ولم يجمع الأمة ولله
 الحمد على خلافه بل لم ينل فيهم من يفتي به قرناً بعد قرن
 وإلى يومنا هذا وافقت عليها الأمة وأئمتها من الفقهاء
 المحدثين المدققين لا عبرة ولا اعتبار لمن خالفهم من
 المقلدين المتعصبين المتأسفين واليهما ذهب إمام الأئمة
 الإمام البخاري عليه الوفاء والوفاء رحمة من الباري
 كما بينته به بيان واضح في موضعه آفاد ما ذكره المخالفون
 من الأدلة الضعيفة الواهية التي تدل على تغليب الثلاث
 فهوواهم من شجر الحنكوت وهذا واضح لا يخفى على من له
 البصيرة الوافية في القرآن والأحاديث فلا يليق بطالب
 الحق يلتفت إلى الأدلة الواهية للمخالفين ومن تقوله ان
 الرجعة في الطلاقات الثلاث معاً ممنوعة ومحرمة فلا
 يبرأ تكبها إلا من يكذب القول على الله والأفتاء في الدين
 بغير علم العياذ بالله ولا شك ان مثله من الذين لا يعقلون
 شيئاً ولا يهتدون من الذين هم كالأنعام بل هم أضل سبيلاً
 كبوت كلمة تخرج من أفواههم ان يقولون الا كذا باعازنا الله
 وسائر المسلمين من تقوله هذا المصنفات الباطلة وفيها

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله وكفى وسلام على عباده الذين اصطفى أما بعد فقد وصل
الى رسالة مسمنة واظهار الشقاق لمولف الاحقاق الفهاجى
فى الله للتمسك بالآثار والسنن اللوذخى الذكى ابو عبد الوهاب
المولوى السد على حسن اعظم الله عليه من سحائب المنن ووفاء
طوارق الحدثان ولوائب الزمن فنظرت فيها وطلعت جملة
صالحه منها فحق عدى ان ما فيها من المقاصد والمطالب مستحلى
بحلى الصدق والصواب واظن ان لا يرتاب فيما قلت الا من حرم
حظه من قد اسنة والكتاب والحق التحقيق بالقبول لها راقعة
المسالى فابقة المحامى لتجب ممتاسها الاسماع والاذهان كيف
لا وان كل فقق منها قد ضاب لادلة الاحقاق وسيل جراف
لعمار لهما الصعيفة الببان والتمجى ان الاظهار جواباً وفاقا
للاحقاق وذلك من سنة الله وفى اتى المشل السائر كما تدى
تد ان قلله در مولف الاظهار حيث اجاد فيما الف وساد
وضعد معارج التحقيق را عا مصحح الاضاف وفانز بحمد الله
بما رم واراجز الا الله عنا عن سائر المسلمين وتقع الطائفة المنصورة
عصابة اهل الحديث بطول بقاءه الى حين واني لواقص على مطالعة
الاظهار بل قد طالع اب او لا رسالة الفاضل الشير المولود
عبد الوهاب البهارى المسماة بالاحقاق فى مسئلة الطلاق

یہ صرف اپنی من گڑھت ہے پس جیسے عہد نبوی اور صدیقی سے لیکر آج تک برابر ایسی تینوں طلاؤں پر واحد جہی کا فتویٰ جاری رہا اب بھی قیامت تک جاری رہنا چاہئے شریعت محمدیہ کی ناسخ کوئی دوسری شریعت قیامت تک نہیں ہوگی ہاں ایسا ہو تو اسکی بات الگ ہے واذا فلا ایسی دونوں قسموں کی طلاؤں کے مغلط ہونے پر نہ تو قرآن میں کوئی آیت ہے اور نہ کوئی حدیث نبوی صحیح مرفوع الاسناد سٹ۔ اور نہ اجماع صحابہ ہے اور نہ اجماع ائمہ دین یہ نقطہ حضرات تقلید متعصبین کی اپنی اپنی چہ میگو بیان اللہ انہر رحم کرے یشریع جدید من عندہم یرزاناہ جیٹھ کی تیج کیٹھ جینگے ہیں ان بندگان خدا نے کس میبا کی اور وریہ دہنی سے اپنے فحاشیوں پر ارتکاب زنا کا الزام عائد کر دیا ذرا بھی حیا ان کو بولگیر نہیں ہوئی صحابہ و تابعین و من بعدہم من علماء الدین الی یومنا ہذا تک سیکو نہیں چھوڑا اللہ آپکو ہدایت کرے اور مرا ط مستقیم مانا علیہ واصلی پر لگا دے آمین آمین آمین یختر سی تحریر طالب راہ حق کیلئے کافی و دافی ہے کچ بھٹو کی تو بات ہی الگ ہے امید کہ کولف الاحقاق بنظر الضاف اسکو ملائکہ فرمائیں چراغ پانہوں جب اس معرکہ الارا مسئلہ کے حق و دوق برابر نہیں فرمانا ہوئے ہیں تو انشاء اللہ تعالیٰ مجھ اپنے اللہ رب العالمین سے امید قوی ہو کہ ان کی اصلاح فرماوے ہم ان کو معذور خیال کرتے ہیں یا ان کی کلکتہ کی روشن خیالی نے غالباً انکو تحریر الاحقاق پر باعث کیا ہے آئندہ یا باقی وصحت باقی حررہ ابو عید الوہاب علی حسن حیلانوی البزاری مولد اومد ہو فوی مکنہ و جمادی الاولی یوم پنجشنبہ ۱۲۸۷ھ بمقام چاندنی دہا حکمہ جنگی پور ضلع مرشد آباد ۲۰

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

بالها الخيلان طسوا والبتر وا
او تعلمون ما هي ذات مُسْتَرْ
لَسْتُ بِكُمْ مَدْرَجَ تَالِيَةٍ لَمْ
جَبْرًا نَبِيلًا طَارِعًا مُتَجَرِّمًا
اعني اللبث اللودحي على جس
وبذلك التاليف ودلشركم
منه انه حرالة ورمهامة
وساد لا يله وعجزه سريسا
حار الفوائد حلها ولهد علا
ودر دمه على تصوير فاني
والبراسمه متاملا ولعطفا
تد اقر طوق في سنايه مقفوه
هذا الذي سميت له يا فتى
واراد افناء فافنى واشقى
والحد لبسط القول فيه مقداني
فاني المؤلف سيدات وجودك
موضوعه لقلب طلقاب
عنوان الاحقاق واعماله

لشركي لكونه عاصمة الايمان
لَسْتُ بِكُمْ رَاقِصَةً بِأَوْدَانِ
هو طائف علميا على اهل زمان
في كل لجر سيمما القربان
بحل الكلام اسادة الاحباب
فاسعوا اليه سرعده رتداب
مضاهيه سكة الايهاب
يسمى على طوق الصباح التالي
بمساحة ويحوي ذك البرهاب
في هذه الاصفاح والبلد اب
الهدى والوهاب متفلا في
بكمال في مطوق الدوان
ود فام للتالف والسباب
عن ساسع الالهة والاقاب
مؤلف هو غمضه القبيات
فاني عن التحقيق والبرهاب
قلت اني سلت في حصة طباب
التي له اسحقاق والعوان

فاداني والمنطق لطيف المتنوع التي هي حصة الادهاب
فام السبل على جس بدلائل الاجماع والاشارة والقربان
واني تالف بزلزل قاصد الاحقاق منه تحرر لا مركاب
وكناه ستر طوارق الهدان
ابداؤا سريخ لا يطباع الناه
مداله من هاتق ثباتي
والحمد لله العلي السنان

اولا تورث الناس حيرة جامعا
طلع الكلام الى الحمام وحاذج
لظن الضيق اذخه مهرسا
هو حذر تالف بطرح ثلثة

ثم رجعت البصر في الاحقاق كرتين من اولها الى آخرها مجردة لنفسى
عن المكون الى احد الجاهلين فلا يشبهها يناقض بعضها بعضاً
سميت بالاحقاق وما فيها من الاحقاق من راحة ولو في عدة
سطور ولتعم ما قيل انه قد يسمى الزمجي بالكافور قد استدل
مولف الاحقاق بدلائل خمسة لا يصلح واحد منها للاستدلال
به على صدق ما دل كل منها اسر عنز والا من الظل الزائل عند
من او في الراسخ في العلم وبلغ من العلم منتهى لا وليت شري
كيف اجترأ مولفها وهو من الكاهن على مثل ما اتى به فيها
من التورات والتجرب منه حيث نرى ان رسالته كالجبل
الراسى ولم يبال عاقبة الامر من موازنة الجاهل ولا يعقب
الثقات وكان يحظر بها ان القرص ههنا المذكور شيء من الاثبات
التي سبقت فيها والقد هاتمه الكنى امسكت لنفسى عن ذلك وما اريته
بعد الناصر امراً سيئاً وذاك لاني رايت الاحكام كافية لرد ما في
الاحقاق مما يشفي العليل وتروى الخليل ولا في مقام تحرير التفرقة
وهو يقتضي الامحان بها في البسط والتطويل مع هذا اني اريد جزئاً
ان افرد تحقيق هذه المسئلة في حيز بسيط الشا واللّه وهو حسبي ولنعم
الوكيل هذا وكنتم الكلام محمد الله الشيرازي العلامة وانا العبد المفقير
الى الله اية الصالح محمد الله بن الاعظمي عفر الله ولوالده
ورزقه الاستقامة على دين الحق والصراط السوي

جواب ہے۔ حضرت امیر المومنین عرضی اللہ عنہ کا اپنی خلافت میں
دور طلاق ثلاثہ کا قتل دینا منجملہ سیاسی امور کے تھا اور یہی
حق ہے۔ اور امام المحدثین حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ کی جانب
اس مسلک کی نسبت کی غلط بیانی اور حدیث عویمر عجلائی و حدیث
عائشہ و حدیث رکانہ بن عبدیزید کے متعلق ایسی عمدہ بحث لکھی
گئی ہے کہ مولف الاحقاق کی ایک دلیل بھی اپنی جگہ پر قائم ہے
ہر ایک ہبائے مسنن ہو گئی جیسا کہ اہل الفصاحت بعید از غلطی
پوشیدہ نہیں ہے اللہ پاک مولف رسالہ اظہار الشقاق کو جزا دے
خیر دے اور مسلمانوں کو اس سے استفادہ فرماوے۔ آمین تم آمین۔
حررہ کا اضعف شہادۃ اللہ الولی ابو المعالی محمد علی العیسیٰ الموسوی
والذانا فوری عصر لہ ولوالدہ

مرقوم ۲۔ جمادی الاولیٰ روز شنبہ ۱۳۲۸ھ مطابق ۲۴ جون سنہ ۱۹۱۰ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم
الاحقاق و اظہار الشقاق

میں نے بعد مطالعہ رسالہ الاحقاق مؤلف مولوی عبد الوہاب بھاری
کے اس کے جواب برسالہ اظہار الشقاق مولف جناب مولوی علی حسن صاحب
جیلانی بھاری کو سن اولہ الی آخر بالبور و دیکھا تو معلوم ہوا کہ مجیب معصیت
اس میں ال کے دعوے کو مطرود و مردود کر کے اپنے دعویٰ کو ثابت
و موجود رکھا ہے بدو وجہ اولاً بدلائل قاطعہ آیات کریم قرآنی

الاحقاق

اس نام کا ایک رسالہ جناب مولوی عبد الوہاب صاحب بہاری نے تحریر فرما کر شہر کرا یا ہے۔ اس میں آپ نے بحیال اپنے پر زور دلائل سے یہ ثابت کرنے کی بلیغ کوشش کی ہے کہ جب ایک جلسہ میں تین طلاقیں بضم واحد یا بتکرار دی جائیں تو تینوں واقع ہوتی ہیں نہ واحد جی جیسا کہ مذہب اہل حدیث کا ہے۔ اور اس دعوے پر ایک دلیل یہ بیان کی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت میں دو بار طلاق ثلاثہ کا فتویٰ دیا ہے اور اس پر تمام صحابہ کا اجماع ہے۔

حدیث عویر عجلا فی وحدیث عایشہ وحدیث رکانہ بن عبد یزید کو بھی اپنے مدعا پر دلیل گردانا ہے۔ اور یہ بھی بیان کیا ہے کہ امام المحدثین حضرت امام بخاری علیہ الرحمۃ کا بھی یہی مسلک ہے الغرض مولف کو اس رسالہ پر بڑا ناز ہے اور اس کو اپنا مایہ فخر سمجھتے ہیں۔ اسی رسالہ کے جواب میں یہ رسالہ موسومہ باظہار المشقات لمولف الاحقاق ہمارے مکرم دوست جناب مستطاب مولوی علی حسن صاحب گیلانی بہاری نے تالیف فرمایا ہے۔ حق تو یہ ہے کہ یہ جواب الجواب نہایت مدلل اور محققانہ طور سے لکھا گیا ہے۔ ایسی بغور دیکھا اور رسالہ الاحقاق کو سامنے رکھ کر دیکھا۔ حقیقت میں یہ جواب الجواب دندان شکن ہو سکتا ہے۔

مذکور کو مطرود و مردود کر کے صورت مسئلہ عنہما میں اپنے دعویٰ
 وقوع ایک طلاق رجعی کو مدلل و میرہن کر کے ثابت کر دیا ہے اور
 حضرت عمرؓ کے امضاء حکم سیاستی عقوبتاً وجہ وجہہ اور ان کے نام ہو کر
 اپنے قول سے رجوع کرنے کی کیفیت پورے طور سے بیان کر دی ہے
 و نیز بوجہ مذکور بنا پر مصلحت وقت سیاستہ و عقوبتہ طلاق ثلثہ کو اپنے
 وقت کے جلد باز لوگوں پر جو جاری کر دیا ہے تو دو احتمالات سے
 خالی نہیں یا تو وہ تین طلاق ایسی مغلفہ ہوں گی کہ عورت مطلقہ
 بغیر نکاح تحلیل کے بوجہ من الوجہ اپنے شوہر اول کے لئے حلال
 ہو سکے یا ایسے مغلفہ ہوں گے کہ بر تقدیر اول مولف الاحقاق حضرت
 عمرؓ کے زمانہ کے کسی ایسی عورت مطلقہ کا نکاح تحلیل معا کے نام
 و نشان کے بروایت صحیح ثابت کر دین و بر تقدیر ثانی ایسی
 تین طلاق کو مغلفہ غلیظہ نہ کہیں اور کسی عورت ایسی تین
 طلاق والی پاک دامن کے دامن پر حلالہ کر کے دہینہ لگائیں
 کیونکہ وہ بجائے حلالہ کے حرامہ واقع ہو گا اور مفتی اور مفتی
 سب کے سب گنہگار اور عذاب الہی میں گرفتار ہوں گے
 اور ما بین ان دو احتمالات کے ایک نکتہ ہے نہایت باریک
 اسکو جو غور کر کے سمجھ لے گا امیر المؤمنین حضرت عمرؓ کے
 بعض رموز و اغراض سے بخوبی واقف ہو جائے گا فتدبر
 و لشکر ہر کیف ہر گاہ حضرت عمرؓ نے اپنے حکم سیاستی اور

و دلائل ساطعہ احادیث صحیحہ حبیب ربانی باین طور کہ ان میں سے بعض بعض آیات و احادیث کو لے کر موقع موقع سے اپنے اس رسالہ میں درج فرما کر صورت مسئلہ عنہا میں ان کے دعوے وقوع تین طلاق مغلطہ کو اور جمیع اقوال مع تصدیقات و ضمیمہ و ضروری التماس متعلقہ آخر رسالہ کو یکمال متانت و فطانت بدلائل قویہ مذکورہ و حج مضیہ مسطورہ باطل و عاقل کا لحد من المنفوش کر کے اپنے دعوے وقوع ایک طلاق رجعی کو مدلل و مبرہن کر کے ثابت و برقرار رکھا اور بہ نسبت بعض آیات و احادیث کے ان کی قصور فہمی اور بہ نسبت مسلک امام المحدثین امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے انکی غلط بیانی اور بہ نسبت بعض احادیث غیر مستند کے انکی چرب زبانی بعنوان مثالیت ثابت کر کے ان کے ناز و فخر اور خوش بیانی اور شوق لابی و نفوہ ہاچھو من دیگرے نیست کو نیست و نابو و کر کے ان کو ہل بنا دیا پس چونکہ یہ مختصر رسالہ جواب الجواب لا جواب مثبت حق صریح و مبطل باطل قبیح ہے کاتب الحروف اس موجز رسالہ کو مطالعہ کر کے آیہ کریمہ جاء الحق و زهق الباطل الایۃ کو مکرر تلاوت کرتا ہے و دیگر اخوان اہل حدیث کو بھی ایسا ہی کرنا چاہئے

مقدبر فیہ -

ثانیاً بدلیل اجماع قدیم و قیاس صحیح و سلیم چنانچہ مؤلف اظہار الشفاقۃ حسب اس شق کی بھی یکمال توضیح و تلویح مؤلف الاحقاق کے دعویٰ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
 النّٰحِیَّةُ وَفَضْلُی

ابا بعد پہلے میں جناب مولوی عبدالوہاب صاحب بہاری مولف الاحقاق کے حقیقین علمی ہمتوں کی داد دیتا ہوں شک نہیں کہ رسالہ الاحقاق علم کے مذاق سے بھر اہول ہے مگر ساتھ ہی اسکے جناب مولانا مولوی ابو عبد الوہاب علی حسن صاحب گیلانی ثم مدہو پوری کی تحقیقات رسالہ ہذا انہماک الشقاق میں بمقابلہ تحقیقات مولوی عبدالوہاب صاحب موصوف کے ایسی ہے جیسے باپ کی نسبت بیٹے کے ساتھ چنانچہ رسالہ الاحقاق و جواب اس کے رسالہ انہماک الشقاق دونوں کے ملاحظہ سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ مولوی ابو عبد الوہاب صاحب مولف رسالہ انہماک الشقاق نے الاحقاق کو تردید اپنے علمی گود میں ایسا کھلایا ہے جیسے کسی محض شیر خوار بچہ کو کھلایا جاتا ہے حق تو یہ ہے کہ مولف انہماک الشقاق کی تحریروں کا نتیجہ مطابق کتاب اللہ و سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سمجھنا چاہئے ایسے کہ مولف الاحقاق و انہماک الشقاق دونوں نے اس بات کو اپنے اپنے رسالہ میں تسلیم کر لیا ہے کہ از زبان رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم و ابو بکر رضی اللہ عنہما و اہل خلافت عمر رضی اللہ عنہم بلا خلاف ایسا ہی رہا کہ طلاق ثلاثہ فی جلسۃ واحدة طلاق واحد جمعی شمار کیا جاتا تھا نہ مغلطہ الامولف الاحقاق نے بخلاف مولف انہماک الشقاق یہ دعویٰ کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے وقت سے اس بات پر اجماع ہو گیا کہ طلاق ثلاثہ فی جلسۃ واحدة طلاق مغلطہ ہے نہ واحد جمعی مگر یہ دعویٰ منقوض ہے

فتوے سے رجوع کیا تو اب بموجب اسکے فتویٰ دینا اور
 عمل کرنا نہ بموجب فتوے رسولِ مسلم کے محض گمراہی و تباہی
 و کجروی بلکہ الٹی پیال ہے اس میں ہدایت کی پونہیں
 افسوس ہمیشی مکبا علی وجہ اہل اہل من ہمیشی
 سوچا علی صراطِ مستقیم و المعجب کل العجب کہ بموجب حکم
 و فتوے سیلانام علیہ القلوة و السلام صورتِ مسئلہ حنا
 میں وقوع ایک طلاق رجعی کا موجب بدکاری و زنا کاری
 ہو اور بموجب حکم فتوے سیاستی مروج و رجوع حلالہ کا
 فتوے دینا کہ نفس الامر میں عینِ حرامہ ہے پرہیزی گاری
 و تقویٰ شعاری ہو کبروت کلمۃ غنح من افواہہم
 لغوذ باللہ من ذالک اللہ جل شانہ و عم نوالہ جمع اہل اسلام
 کو ایسی جمالت و ضلالت سے مصون و محفوظ رکھے۔

آمین نعم آمین

نمقہ ابو محمد عبد الصمد فتحפורی ثم الدانا فوری
 حملاً لا للہ من شر حاسد اذا حسد بطفہ التبرک
 مورخہ ۲ جمادی الثانی روز جمعہ ۱۳۲۸ھ مطابق ۱۰ ارچون ۱۹۱۰ء
 الجواب صحیح و المحیب المصیب نبح
 حریر محمد عبد الرحمن لہ اعفی عنہ

مورخہ ۲ جمادی الثانی ۱۳۲۸ھ مطابق ۱۰ ارچون ۱۹۱۰ء

مولوے علی حسن صاحب کا دعویٰ نہایت ہی قوی و مضبوط ہے کیونکہ انھوں نے اپنے دعویٰ کو احادیث رسول کریم علیہ السلام سے اپنے رسالہ میں کما حقہ مدلل و مبرہن کیا ہے اس لئے ان کا نقض بھی قوی ہے علاوہ برین مولوی عبدالوہاب صاحب نے جن جن حدیثوں کو اپنے دعوے پر استدلالاً پیش کئے ہیں اولاً تو وہ بھی عین دلیل مولوی علی حسن صاحبین کا ثبت فی رسالہ ثانیاً بہتری روایتیں ایسی ہیں خاص کر بخاری شریف کی جن میں فی جلد واحدہ مذکور نہیں دعویٰ کو دلیل سے منطبق نہیں رہی آیت قرآنہ سو آیت کریمہ الطَّلَاقُ مَرَّتَانِ سے مولوی عبدالوہاب صاحب نے جو ایقاع طلاقات ثلثہ فی جلد واحدہ مراد لیا ہے مجھے سخت تعجب ہے ان کے علم سے تفسیر بالراسے اور شے ہے ورنہ کم از کم کاش اگر یہ باتیں شریفین اس کی تفسیر ملاحظہ کر لے ہوتے تو ایسا نہ لکھتے یہ آیت۔ طلاق رجعی کے بارے میں واقع ہے۔ چنانچہ اس متبہ تفسیر کی عبارت یوں ہے الطَّلَاقُ التَّطْلِيقُ الشَّرْعِيُّ مَرَّتَانِ تَطْلِيقًا أَحَدًا تَطْلِيقًا فِي طَهْرٍ لِحْدٍ فَاصْبَا مَجْعَعًا وَحَدًّا مَعْمُورًا حَسَنَةً أَوْ سَرِيحًا رَسَا لِحْدًا بِأَحْسَانٍ بِالطَّلَاقِ الثَّلَاثَةِ أَوْ عَدَمِ الْمَرَا جَعَةِ دَكَيْمَةً فِي طَرَبَةٍ طَهْرٍ كِي فَيَدُ كِيَا كِه رِهِي سِهِي اَو رَحْبَتِ كَا لَفْظِ كِيَا صَرَحَ سِهِي اَب رَا يَہ اَمْرَ كَ اَن حَضْرَتِ صَا سَمِ كَہ وَفْتِ وَ زَمَانِ خِلَافَتِ ابُو بَكْرِ رَضِيَ اللہ عَنْہُ بِنِ جو كُچھ ہوا یعنی ثَلَاثَ كُو وَا حِدَ قَرَارِ دِيَا دَہ نِيَتِ تَا لِي سِدِ پَر

بچند وجہ اولاً یہ کہ مولف الاحقاق نے اجماع کی تعریف اصولی کے ساتھ اپنے
 دعویٰ کو منطبق نہیں کیا ثانیاً یہ کہ خود مولف الاحقاق کی تحریروں سے و
 حسب لفظ عبارات دیگر متعین اس مسئلہ میں اختلاف بعض صحابہ و
 من بعد ہم ثابت ہے پھر جب اختلاف ہی ہے تو اجماع کیسا اگر اصحاب
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اتفاق کو لیجئے تو حضرت ابو بکر رضی اللہ
 عنہ کی خلافت میں اسی پر اتفاق رہا کہ طلاق ثلاثہ جلسہ واحدہ میں ایک ہی
 قرار دیا گیا پھر اسکو اجماع کیئے اور اجماع سابق اجماع لاحق کا رافع نہیں
 ہو سکتا کا ہو مصرح فی کتب الاصول بہر حال جبکہ اجماع اس امر پر غیر مسلم
 رہا تو ماہ النزاع مٹا اس کے رافع ہو کر مولوی ابو عبد الوہاب صاحب کا
 دعویٰ ثابت ہو گیا و ہذا ہوا لانصاف رہی اسے جمہور سو بہ اجماع نہیں
 بہترے مسائل شرعیہ میں اکابر سلف و خلف نے اپنی اپنی تحقیقات کے
 مطابق جمہیر کا خلاف کیا کتب دینیہ اس سے الامال ہیں اسے جمہور
 اور شیعہ ہے اور اجماع اور شیعہ۔ اسے جمہور از قیاسات ہے اور
 قیاسات فروع ہین اور اجماع اور کتاب اللہ و سنت رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم بہ نسبت قیاسات کے اصل ہیں اور اصل فرع پر پیشہ
 مقدم ہوا کرتی ہے پس جبکہ اس اصل کو کہ آنحضرت صلعم نے اپنے زمانہ
 میں ایسا ہی کیا کہ طلاق ثلاثہ فی جلسہ واحدہ کو ایک ہی قرار دیا و
 ہکذا ابو بکر رضی اللہ عنہ تو اس پر قیاس یا قیاسات یعنی فرع یا فروع کیونکر
 اور کس اصول سے مقدم ہوں گے اصول ملحوظ رکھتے ہوئے بلاشبہ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اللهم اني اسألك التوفيق لما تحب وترضى وامتنحك حامداً
باسمائك ودقائق نعمائك الباهرة الغراء واصلى واسلم على سيدنا
محمد ن المويد بالايات المعجزات والنيات الباهرات وعلى آله وصحبه
خزفة اسرار وعلى عترته وانصاره ولجده فله دمر المولود
اللبيب حيث اتى بشئ عجيب وافضل الخالف الرقاب بسوط الجواب
المستطاب ولائله ساطعة كالشمس فى الضحى وبراهينه
لامعة كالقمر فى الدجى لا يرحم علمه زاخراً وسجاب فهم
ماطر -

واذا باليمان محمد سليمان الاعظمى الموي

٢٠ جمادى الآخرة ١٣٢٩هـ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الحمد لله الذى اسس بنيان دينه الملتين وانزل الفرقان لنعلم
مسأله الحق واليقين وشرع لما شرع الاسلام واحكم امردينا من الحلال
والحرام غاية الاحكام وهو احكم الحاكمين وجعل العلماء العاملين وورثة
الانبياء ورفع مقامهم فى اعلى عليين ووفقهم بعنايته فقاموا فى خدمته كما
فينبوا احكامه وكشفوا اسرارهم واوضحوا حقائقه للناس اجمعين والصلوة
مع السلام على من قنن قوانين الشرع لنعمل بها فى كل حين فمن
اطاعه اطاع الله ونهى ومن عصاه وتولى فقد استأذى

طالق کے تھانہ حکم شرع شریف پر دائد جن لوگوں نے ایسا سمجھ رکھا ہے پابند پر خاک ڈالا ہے کیونکہ یہ ایک تیس ہے بالکل غلط اپنے اصل کے کیونکہ اصل یہ ہے کہ خود آیت قرآنیہ ہے۔ فطلقوہن بعد تمہن اور مسلم شریف میں اس کے بارے میں بالتفصیل رجعیہ کا بیان ہے سوال اہل علم پر پوشیدہ نہیں اس لیے انب ہے کہ مولوی عبد الوہاب صاحب ایک رسالہ اسباب میں لکھیں کیونکہ بعد جواب لکھنے مولوی علی حسن جہا کے یہ رسالہ کام کا نہیں رہا ہر طرح سے مجروح و منقوض ہو گیا باقی رہا نفس مسئلہ اس خصوص میں کیا ہے اس کی تحقیق میں علیحدہ ایک مستقل مختصر جامع رسالہ لکھو گا انشاء اللہ تعالیٰ کہ القیاریہ طلاق ثلثہ فی جلسہ واحدہ ثلثہ کیسے ہوتا ہے اور واحدہ کیسے ہوتا ہے۔ آخر میں اتنا لکھنا مجھ کو بہت پر ضرور ہے کہ مولوی علی حسن صاحب کی تحریر از روئے دلائل شرعیہ کے اصولاً کہیں جمید و اتومی ہے بہ نسبت رسالہ الاحقاق کے واللہ اعلم

حسرت العبد محمد مسلم عفی عنہ الدافور

الاعظیم آبادی سنہ ۱۲۲۵ھ

مدرس اول جماعت عربیہ مدرسہ انگریزی گورنمنٹ

ایڈیٹڈ ائی اسکول دانا پور ضلع پٹنہ

الاختراع منه واحدات - الأوان النزاع في هذا المسئلة
 ثابت من عهد الصحابة الى يومنا هذا - منذ كور ومزبور
 في الصحف العلى - والحق ما استقر في الهمم النبوية والصدقة
 والثلاث سبين من الخلافة الفاروقية - والاحاديث الصحيحة
 القاطعة والة عليه بدلالة قوية - فالخلاف خلاف - والافضل
 والحسن كل الحسنة عليه انه كيف فسر القرآن براءه مع
 خلاف السياق والسباق - حال كونه مدعيا مشهورا في
 العلوم بانها على الاطلاق فعمى واعمى - وصمى واصمى وركب
 متن العيا وخبط خبط العشواء وكتب التفسير القديمة والحديثة
 موجوء لا في هذا الزمان .

فليظهر فيها تفسير قوله تعالى الطلاق مرتان - وليند
 في نفسه ولا يتجتر في قسمه - والله ورا المولف لا فتن
 فولا حيث اتى بشئ عجاب - اجاد بما اراد واجاب نقدا

هـ

لله وركم بال يا سينا
 يا انجم الحق اعلام الهدى فينا
 حرر الزمان رحمة به القوي - ابو النعمان الاعظم اللوى حفظ الله
 لقائى من كل غيبى وغنى
 ٢٠ - جمادى الثانية يوم الثلاثاء ١٢٢٥ هـ

وغوى ووقع في الحسرات المبين وعلى آله واصحابه
 الا صدق اذكر من عند الله ربيب العالمين آمين ثم
 وبعد فاني وقفت في هذا المحلين - على رسالة محلاة
 بمجواهر الدلائل والبراهين ومغزيات الحجة في الله وحده المنن
 الفاضل الماهر بكل فن المولوى السيد على حسن حفظه الله
 عز وجل - وحماة من كل مكسر ولا وجهل وقد سماها بانها
 الشقاق - لمولف الاحقاق في مسئلة الطلاق فصرحت النظر
 في رايانها - وامعنت في مقاصدها واغراضها -

فوجدتها حجة نيرة واضحة المكنون - وآية بينة لقوم
 يعقلون وتحتوية على تحقيقات اينقة كافية لا وهام
 المقلدين المتعصبين ولقريرات مشيقة شافية
 لا ثبات ما هو الحق المبين - والعلمى الحاجة تبرز تحت جودها
 النفا من ماء معين - بل هو البين خالص سائر لا
 للشائبين - فيها حور البياض - كالخض البياض است
 والمرجان نفع الله بها سائر اصل الاسلام - الايمان
 العجب من صاحب الاحقاق اين كيف متاجس الى هذا الحد
 والشقاق - وكيف انك المصور الانطعية والبراهين النفسية
 في مسئلة الطلاق - وكيف لقوة ان الصوابية والتابعين
 بالاتفاق قد اجمعوا قاطبة على وقوع الثلاث - هل هذا

قطبہ تاریخ آئین رسالہ ہذا

مہ

<p>کیا خوب لکھا علی حسن نے تحقیق سے ہر کلام پُر ہے ہر صفحہ ہے اس کا لوح محفوظ گزارے سیکھا جواب اس کا احقاق وہ منطقی رسالہ احقاق سے اوسکو کیا سروکار اسکا بھی بھلا ہے کچھ ٹھکانا جانے دو عتیق لکھو تاریخ آزاد کے دل سے اسکو پوچھو</p>	<p>جو عالم دین با عمل ہے بیشک یہ رسالہ بے بدل ہے ہر کلمہ کلمہ لم یزل ہے جو برسرِ راہ پر و غل ہے ردی ہے خوابی و غل ہے جو رات دن مبتلا بدل ہے جو سالک مسلک حیل ہے سن عیسوی کو جو آجکل ہے اظہار شقائق بر محل ہے</p>
----------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------	--------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------

قطرہ تارِ مخ تائیفِ رسالہ ہذا

منہ

<p> جو عالم دین با عمل ہے بیشک یہ رسالہ سبیل ہے ہر کلمہ کلمہ لم یزل ہے جو برسرِ راہ پر دغل ہے ردی ہے خرابی دغل ہے جو رات دن مبتلا بدل ہے جو سالک مسلک حیل ہے سن عیسوی کو جو آجکل ہے اظہارِ شقاق بر محل ہے </p>	<p> کیا خوب لکھا علی حسن نے تحقیق سے ہر کلام پُر ہے ہر صفحہ ہے اس کا لوح محفوظ گداوے سیکنگا جواب اس کا احقاق وہ منطقی رسالہ احقاق سے اوسکو کیا سروکار اسکا بھی بھلا ہے کچھ ٹھکانا جانے دو عتیق لکھو تارِ مخ آزادو کے دل سے اسکو پوچھو </p>
------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------	----------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------